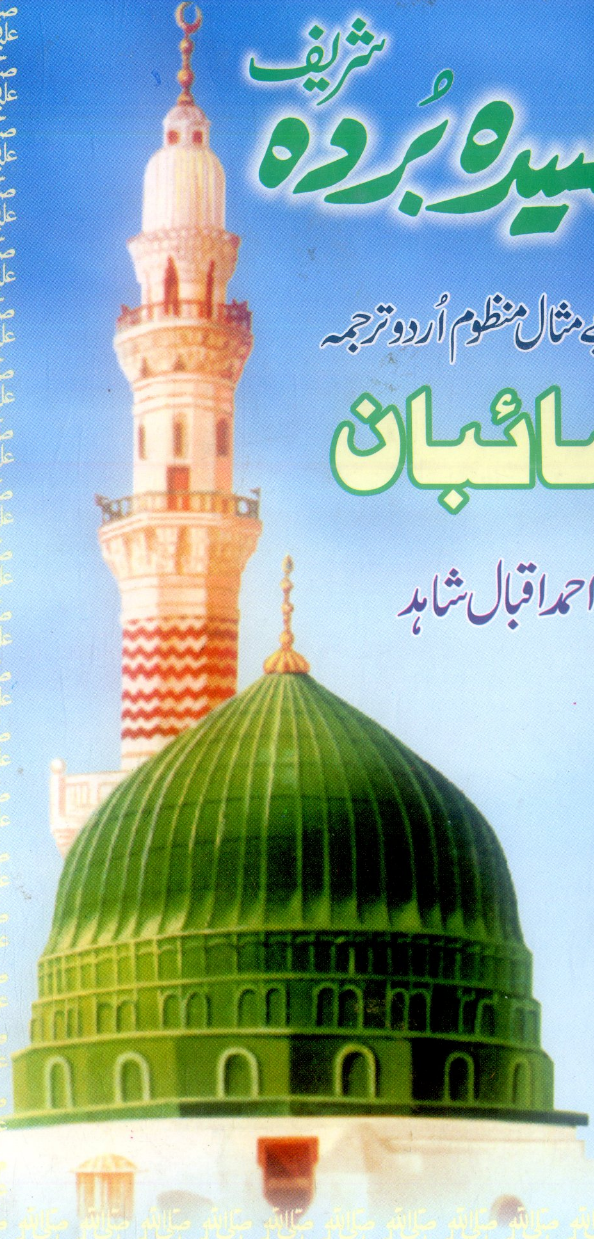
لازوال نعتیہ شاہکار

قصیدہ بُردہ شریف

کا بے مثال منظوم اُردو ترجمہ

سائبان

احمد اقبال شاہد



امام محمدؒ بن سعید بوصیریؒ کے لازوال نعتیہ شاہکار

اَلْقَصِیْدَۃُ الْبُرْدَۃ

اور

اَلْقَصِیْدَۃُ الْمُحَمَّدِیَّۃ

کا پہلا مستند اور معیاری منظوم اردو ترجمہ

سائبان

احمد اقبال شاہد کے قلم سے

Designed at: Zoom in Graphics 0320-4807575

کتاب کا نام ـــــ سائبان

شاعر ـــــ احمد اقبال شاہد

پہلا ایڈیشن ـــــ جنوری 2002ء

مطبع ـــــ شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور

ہدیہ ـــــ -/100 روپے

پبلشرز

مطبوعات قرطاس و قلم لاہور

عکسِ اوراق

نعتِ پیغمبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

شعلہء خورشید سوزاں ، آسماں در آسماں
سایہء گیسوئے جاناں ، سائباں در سائباں
چشمِ حیراں را مقابل ، جلوہ ہائے نو بہ نو
آں جمالِ نُور افشاں ، کہکشاں در کہکشاں
جاوداں ، فصلِ بہاراں ، گل فشاں ، در کوئے اُوؐ
جانِ جاںؐ ، نکہت بداماں ، گلستاں در گلستاں
در صحائف اسمِ اُوؐ ، تحریر از روزِ ازل
ذکر اُوؐ ، در بزمِ دوراں ، داستاں در داستاں
کوچہء محبوبِ یزداںؐ ، سجدہ گاہِ دلبراں
نقشِ پاؐ ، جنت بداماں ، آستاں در آستاں
سایہء اُوؐ در بیاباں ، مثلِ ابرِ مہرباں
دامنِ اُوؐ ، عطر افشاں ، بُوستاں در بُوستاں

در بیاباں احمدِ اقبال تنہامی رود
رحمتِ اُوؐ گل بداماں ، کارواں در کارواں

احمد اقبال شاہد

انتسابِ ساٸبان

بہ خلوتے کہ سخن مے شود حجاب آنجا
حدیثِ دل، بزبانِ نگاہ می گویم

نذرِ درویش

بارگاہِ سیّد الکونین، محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

میں بصد عجز و نیاز

سیکھی یہیں مرے دلِ کافر نے بندگی
ربِ کریم ہے تو تری رہگذر میں ہے
(فیض احمد فیض)

درویشِ بے گلیم
احمد اقبال شاہد

پیش آواز

جلوہ گاہِ نعتِ پیغمبرؐ کہاں اور مَیں کہاں
مِل گئی، اہلِ عجم کی بے زبانی کو زباں

☆

وہ جو ہے، کُوئے گدائی کا فقیرِ بے نوا
نکتہ ہائے شعرِ بُوصیری کا ٹھہرا ترجماں

☆

خُوں چکیدہ لفظ گُونجے، گُنبدِ افلاک میں
سَر بُریدہ حَرف، بامِ عرش پَر ہیں پَر فشاں

☆

کِس طرح ملبُوس بدلا، پیکرِ اَشعار نے
دَستِ یَزداں میں ہو جیسے، خامہء مُعجز بیاں

☆

ہر مُقفّل بابِ معنی کُھل گیا کیوں بے کلید
تھا مرے سَر پَر، کِسی اُمّی لقبؐ کا سائباں

گدائی ☆ میر آبائی قصبہ...... جو ڈیرہ غازی خان کے جنوب میں واقع ہے۔ احمد اقبال شاہد

مَیں ، زَمیں زادہ مگر احساس یہ ہوتا رہا
ہے مری پَرواز جیسے ، آسماں دَر آسماں

☆

کس نے میرے حرفِ نا مَحرم کو محرم کردیا
شہرِ طیبہ کی زباں ، ٹھہری اَنیسِ قلب و جاں

☆

یُوں سپاہِ لفظ پہنچی ، رَزم گاہِ فکر میں
پانیوں میں جِس طرح ، موجِ تلاطم کا سماں

☆

اُنگلیوں سے چُن لیا ، کِس کے کرم نے ، دفعتاً
خاک پَر تھیں اِک شکستہ آئنے کی کرچیاں

☆

جلوہَ رنگیں ، قصیدے کے نگارستان کا
غیرتِ فردوس ہے ، اُردو زباں کا سائباں

☆

واہ! کیا گنجینہء توصیفِ پیغمبرؐ ملا
بُردہء اُردُو پہ اُتری ، دلبری کی کہکشاں

بہرہ ور تھا کِس قدر ، ذوقِ قصیدہ سے عُمر
شاد ہے کتنا ، وہ یارِ دلنواز و مہرباں

☆

سنگ باری کا زمانہ ، ختم ہے ، بَس ختم ہے
ہر طرف ہونے کو ہیں ، گُلپاشیاں ، گُلباریاں

☆

حرفِ توصیفِ نبیؐ سے کامراں بنتی گئی
احمدِ اقبالِ شاہد کی حیاتِ رائیگاں

☆

شاہ احمد ، قائدِ اسلام ، نورانی میاں
گفتگو ، جیسے ترنّم ریز ہو ، جُوئے رواں

☆

ہو حصارِ عافیّت میں یُوسفِ میمن ، کہ ہے
عندلیبِ گُلستانِ نَعتِ شاہِ دو جہاںؐ

☆ میاں محمد عُمر ...... میرے ایک صاحبِ دل دوست جو
"صاف چُھپتے بھی نہیں ، سامنے آتے بھی نہیں

☆ محمد یوسف میمن (کراچی) پاکستان کے مایہ ناز نعت خواں
"شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو

احمدِ اقبال کے والد ' ولی تھا جن کا نام
اُن کے مرقد پر ہو ' رحمت آپؒ کی شبنم فشاں

☆

ایک پل میں ڈھونڈ لے گا ' سایۂ رحمت اُسے
جانتا ہوں ' قبر اُن کی ' ہو چکی ہے بے نشاں

☆

جس کے دامن میں ہوں پوشیدہ ' کرم کی بارشیں
مَرقدِ اقبال پَر ' بَرسے وہ ابرِ مہرباں

☆

اے کہ تیری ذاتِ بے ہمتا ہے ' رحمٰن و رحیم
قائدِ اعظم کی رُوحِ پاک پر ہو گُل فشاں

☆

جبرِ امریکہ سہیں گے ' کب تلک اہلِ عراق
ختم کب ہوگی ' ستم کی داستانِ خُونچکاں

☆ملک ولی محمد : میرے والدِ مرحوم و مغفور۔ ممتاز ماہرِ تعلیم اور عربی و فارسی زبان کے سکالر ڈیرہ غازی خان کے پہلے گریجویٹ۔ پیدائش ۱۸۸۰ء وفات ۱۹۴۸ء

☆شاعرِ مشرق : نظریۂ پاکستان کے خالق علامہ محمد اقبالؒ

اے خُدا! کشمیر میں کب تک رہیگا خیمہ زن
دشمنِ اسلام یعنی لشکرِ ہندوستاں

☆

اَب کے دشتِ سینا پر ' نازل مَن و سلویٰ نہ ہو
دفن ہو زیرِ زمیں ' صَیہونیت کا ' کارواں

☆

پاسباں میرے وطن کے سیّد الکونینؐ ہیں
ارضِ پاکستان پر ' قائم رہے یہ سائباں

☆

احمد اقبال شاہد
۳ ۔ سول لائنز
ڈیرہ غازی خان (پنجاب)

دستِ تہہ سنگ

مجبوری و دعوائے گرفتاریٔ الفت

دستِ تہہِ سنگ آمدہ ، پیمانِ وفا ہے

(غالب)

میں "دشتِ خزاں" کے زرد گلابوں اور اُداس پگڈنڈیوں پر بکھرے ہوئے سوکھے پتوں کی غمگین فضاؤں سے "شہرِ شب فراق" کی ناآسودہ اور ادھورے خوابوں کی نیلگوں دھند میں لپٹی ہوئی دہلیز تک پہنچا، تو مَیں اقبال شاہد تھا۔ اور اب "سائبان" کے مہربان اور خنک سائے سے، نئے سفر پر جانے والے اِس بے کارواں اور گریباں دریدہ مسافر کا نام احمد اقبال شاہد ہے۔ لوگو، سنو! اب میں احمد اقبال شاہد ہوں۔ احمد اقبال، میرا پیدائشی نام ہے۔

The Captive جیسا لازوال شاہکار تخلیق کرنے والے فرانسیسی ناول نگار، مارسل پرُوست Marcel Proust نے 1905ء میں پیرس کے ایک ساؤنڈ پروف فلیٹ میں اپنے آپ کو قید کر لیا تھا۔ باہر کی دنیا کی کوئی بلند سے بلند آواز بھی اس کمرے میں داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ تاریخ ادب گواہی دیتی ہے کہ مارسل پروست، انسانی معاشرے سے رابطہ منقطع کر کے، 17 برس تک اس کمرے میں مصروفِ تخلیق رہا۔ اور ان 17 برسوں کی تنہائی اور خاموشی میں اُس نے پندرہ عظیم اور بلند پایہ شاہکار تخلیق کیئے۔

میں نے بھی، اپنے کمرے کے روشندان، کھڑکیاں اور دروازے بند کر لئے۔ کمرے کے باہر، کالی ابابیلوں کی تیز اور نوکیلی آوازیں، کمرے میں خیمہ زن گہرے سکوت کی یخ بستہ اور خاموش فصیلوں پر سو گئیں۔ اور پھر اچانک بیدار ہو کر، نیلے آسمانوں کے کھُلے دریچوں کی طرف پرواز کر گئیں۔ اور پھر عہد اساطیر کے سرمئی اُفق پر گم گشتہ اور مقدّس نغموں کی قندیلیں، قطار اندر قطار جگمگانے لگیں۔

دشتِ خزاں : (1969) شہرِ شبِ فراق (1998) اور سائبان (2000) میرے شعری مجموعوں کے نام ہیں۔ احمد اقبال شاہد

اور پھر چھ دنوں اور چھ راتوں کی گہری، بے آواز تنہائی کے حدّتِ جذبات سے پگھلے ہوئے سناٹے میں، میں امام محمد بن سعید بوصیری کے دھڑکتے ہوئے، ابدی نعتیہ شاہکار "قصیدہ بُردہ" کو اُردو شعر و سخن کے حیرت میں ڈوبے ہوئے ایوانوں تک لے آیا۔ اور یوں ہوا۔ کہ مدحتِ پیغمبر اعظمؐ کے سر سبز و شاداب مرغزاروں میں، عقیدتوں اور محبتوں کی، ایک خنک اور شفاف آبشار گنگنانے لگی۔

اور بند کمرے کے اِن سحر زدہ شب و روز کے سناٹوں میں، میں محسوس کرتا رہا، جیسے میں اقبال شاہد نہیں ہوں، جیسے، میں احمد اقبال شاہد بھی نہیں ہوں۔ بلکہ میں نہیں ہوں میں خُود سے جدا ہو کر کہیں گم ہو گیا ہوں۔ میں لمحہ ء موجود سے بچھڑ کر، سات گذری ہوئی صدیوں کے فاصلوں کو طے کرتا ہوا، عہدِ قدیم کی ایک شاندار تہذیب کے تقدّس آفریں ماحول کی بھینی بھینی خوشبو میں سانس لے رہا ہوں۔ میں امام محمد بن سعید بوصیریؒ کا حیرت زدہ ہمزاد ہوں، ایک نادیدہ طلسم عجیب تھا کہ میں جس کے حصار میں تھا۔ باہر کی زندہ آوازیں، میری مقید سماعتوں کی دہلیز پر آکر، بُجھی ہوئی خاموشیوں کی خاکستر بنتی تھیں اور تیز و تند ہواؤں میں بکھر جاتی تھیں اور باہر کے سارے منظر اور عکس بصارتوں کے آئینوں تک پہنچنے سے پہلے، دھند لا کر، خلاؤں کے محدود اور ناموجود، وجود کی سیڑھیوں پر، اجنبی سر زمینوں سے آئے ہوئے مسافروں کی طرح اونگھنے لگتے تھے۔ یاربِ علیم و بصیر! تو ہی جانتا ہے کہ میں اُفتادہ ءِ خاک زمیں زادہ کن ماورائے زمیں جہانوں سے گذرا، اور کن پُر انوار جلوہ گاہوں کے معطر دریچوں کے نیچے، دستِ بدعا ایستادہ رہا۔

میں 1941ء میں انگریز کے پاپوش بردار اور قوم کے غدار جاگیر داروں کی ستم رسیدہ سر زمین ڈیرہ غازی خان کے ایک قصبے چوٹی زیرین میں پیدا ہوا۔ والدِ گرامی، چوٹی زیرین کے سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ وہ بی۔ اے، بی ٹی تھے۔ وہ ڈیرہ غازی خان کے سب سے پہلے گریجویٹ تھے۔ وہ ایک ممتاز ماہر تعلیم ہونے کے علاوہ انگریزی، عربی اور فارسی کے بہت بڑے سکالر تھے۔ معروف تعلیمی شخصیت غلام رسول شوق ان کے بے تکلف دوستوں میں سے تھے۔ مولانا محمد علی جوہر کا انگریزی زبان میں چھپنے والا اخبار کامریڈ Comrade باقاعدگی سے والدِ مرحوم کے زیرِ مطالعہ رہتا تھا۔ کامریڈ دہلی سے براہِ راست ہمارے گھر کے ایڈریس پر آتا تھا۔

میرے سب سے بڑے بھائی ملک عبد الغفور، احمد ندیم قاسمی کے قریبی اور بے تکلف

دوستوں میں سے تھے وہ ایک عمدہ نثر نگار تھے۔ میرے بڑے بھائی ملک عبدالقادر ایک مشہور قانون دان تھے ڈیرہ غازی خان میں وکالت کے پیشے سے وابستہ تھے، انہوں نے 1948ء میں ڈیرہ غازی خان سے پہلا اخبار (سہ روزہ) "نوائے اسلام" جاری کیا۔ وہ اس سرزمین کے پہلے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور باقاعدہ صحافی تھے۔ وہ شاعر بھی تھے اور ان کا تخلص طارق تھا۔ ان کا ایک شعر ہے

طارقِ خود شناس وہ ذرہِ چرخ گیر ہے
جس نے کہ کردیا شگاف سینہِ آفتاب میں

ہمارا گھرانا ایک علمی اور دینی گھرانا تھا۔ میرے دادا مرحوم ملک رحیم داد عربی اور فارسی شعر و ادب پر گہری نظر رکھتے تھے اپنے علاقے کی انتہائی معتبر اور معزز شخصیت سمجھے جاتے تھے۔ میرے رشتے کے نانا، مولوی احمد بخش دارالعلوم دیوبند میں ایک اعلیٰ علمی اور انتظامی منصب پر فائز تھے۔ عربی زبان و ادب کے ضمن میں، ان کا نام نامی برصغیر پاک و ہند کے علمی حلقوں میں ایک معتبر اور مستند حوالہ سمجھا جاتا تھا۔ میں نے اُن سے قرآن عظیم کی ابتدائی سورتیں پڑھی تھیں۔

بی۔اے میں فلسفہ اور انگریزی ادب میرے خصوصی اور پسندیدہ مضامین تھے۔ میں یونان کے عظیم مفکر سقراط کے علم و عمل سے بے حد متاثر تھا۔ گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خان کی آزادیِ فکر و نظر کی حریف انتظامیہ کے لئے میری ادبی اور فکری سرگرمیاں ناقابل برداشت ہو گئی تھیں اور یوں کالرج (کیمبرج یونیورسٹی)، ساحر لدھیانوی (گورنمنٹ کالج لدھیانہ) اور علی سردار جعفری (علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) کی طرح مجھے بھی کالج سے Expel کر دیا گیا۔ (نکال دیا گیا) اس طرح ایوب خان کے بدنامِ زمانہ یونیورسٹی آرڈیننس کے ترکش کا پہلا تیر مجھ پر چلا۔ میں مغربی پاکستان کا پہلا طالب علم تھا جو اس کالے قانون کے سنگِ ستم کا ہدف ٹھہرا۔ اُنہی دنوں کا میرا ایک شعر ہے۔

ہر ظلم کے خلاف کریں گے ہم احتجاج
خاموش کیوں رہیں درودیوار کی طرح

ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں میری ایک مزاحمتی نظم کا مصرعہ، میرے خلاف بطور ایف۔ آئی۔ آر درج ہوا۔ مجھے ایک ہوٹل سے گرفتار کیا گیا۔ اور ہتھکڑی لگا کر پہلے حوالات اور پھر جیل بھیج دیا گیا۔ پھر مجھ پر بغاوت کا مقدمہ چلا۔ جس کی سزا موت تھی۔ ڈیرہ غازی خان کے نامور

وکیل ملک محمد سلیم، طالب داوٗدی اور منظور احمد غوری (مرحوم) مجھے ضمانت پر رہا کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس سلسلے میں منظور احمد لنڈ ایڈوکیٹ اور راوٗ محمد اعجاز ایڈوکیٹ کی مساعی جمیلہ بھی قابلِ ستائش ہیں۔ اب میں بعض اوقات سوچتا ہوں وہ باغی تو زندہ ہے جس کے لئے دار ورسن کا اہتمام کیا گیا تھا، وہ باغی تو آج بھی، اس گلے سڑے سماج کی بوسیدہ اور مُردہ روایات سے مسلسل بغاوت کرتا چلا جا رہا ہے وہ مزاحمت کر رہا ہے، وہ لڑ رہا ہے۔

کسے کہ کشتہ نہ شُد از قبیلہ ءِ ما نیست

میں نے رباعیاتِ خیّام کا منظوم اُردو ترجمہ کیا ہے۔

یہ ترجمہ ایک مختلف اور منفرد انداز میں کیا گیا ہے۔ یہ شعر بہ شعر ترجمہ نہیں، میں نے ایک نیا اسلوب اپنانے کی کوشش کی ہے۔ ہر رباعی کا Thought Content آزاد نظم کے مترنم پیکر میں ڈھالا گیا ہے۔ رباعیاتِ خیّام کے تراجم کی قدیم روایت کے تناظر میں اسے جدید ترین اسلوب کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ علاوہ ازیں بلند پایہ نقّاد اور انگریزی کے مشہور شاعر ایس ٹی کالرج کی خود نوشت ادبی سوانح عمری Biographia Literaria کو بھی میں نے اُردو نثر کا ملبوس پہنایا ہے۔ رابرٹ براوٗننگ Robert Browning کی مشہور رومانوی نظم اور مونولاگ Evelyn Hope کا بھی میں نے منظوم اُردو ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح ولیم شیکسپئر، کرسٹوفر مارلو، Christo-pher Marlowe کالرج، کیٹس اور دوسرے نامور شعراء کے کلام کو بھی میں نے نگار اردو کے آئینہ خانے میں عکس در عکس سجایا ہے۔ ان تراجم کا ایک مجموعہ عنقریب اشاعت پذیر ہو گا۔

احمد اقبال شاہد

۳-نیو سول لائنز

ڈیرہ غازی خان

پس نوشت : میں نے قصیدہ بُردہ کے منظوم ترجمے کے سلسلے میں مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ کی شرح قصیدہ بُردہ "طیب الوردہ" سے اکتسابِ فیض کیا ہے۔ علاوہ ازیں دانش گاہ پنجاب کی شائع کردہ انسائیکلوپیڈیا" دائرہ معارفِ اسلامیہ" سے اخذ کردہ متن "سائبان" کے نثری حصے میں شامل ہے۔

احمد اقبال شاہد

قصیدہ

تعریف، آغاز اور عہد بہ عہد ارتقاء

قصیدہ (عربی) : ق ص د سے مشتق، بمعنی ٹھوس اور بھرا ہوا۔
مغز یا دماغ : (لسان العرب۔ کشف اللغات۔ فرہنگِ آصفیہ)

قصد کے معنی ارادہ کرنا بھی ہے۔ اِصطلاحاً ایسی نظم، جس میں کسی ممدوح کی مدح ہو۔ لیکن عملاً قصیدے کا دائرہ موضوعات وسیع ہے۔ اس میں حسن و عشق، گردشِ دوراں، بہار و گلزار، اخلاقیات و عرفانیات اور دُعا کا بیان بھی آتا ہے۔ قصیدہ اصولاً کم از کم پندرہ اشعار کا ہونا چاہیئے۔ اور زیادہ کے لیے کوئی حد نہیں۔ قصیدے کا پہلا شعر، جس میں دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں ''مطلع'' کہلاتا ہے۔ مطلع کے بعد، دوسرا مطلع آئے تو اُسے ''مطلعِ ثانی'' کہا جاتا ہے۔ قصیدے کے تمام اشعار، ہم قافیہ ہوتے ہیں۔

قصیدہ، عربی شاعری سے دوسری زبانوں تک پہنچا۔ فارسی، ترکی اور اُردو میں بھی اپنے اپنے ماحول کے مطابق قصیدہ نگاری ہوئی۔

قصیدہ طویل نظم ہے۔ جس کی ابتداء زمانہء جاہلیت کے عرب شعراء نے کی۔ ایسی نظموں میں شاعر اپنے قبیلے کی تعریف اور دشمنوں کی تنقیص کرتے تھے۔ آگے چل کر شاعر کسی شخص یا قبیلے کی مدح کرتے اور اُن سے انعام واکرام پانے کی خواہش بھی کرتے تھے۔ جسے اصطلاح میں ''طلب و تقاضا'' کہا جاتا تھا۔ ہجو یہ نظموں کو پُرانے شعراء اکثر قصیدے ہی کے نام سے یاد کرتے تھے۔ حالانکہ یہ نظمیں ان خصوصیات سے عاری ہوتی تھیں۔ جو ایک صحیح قصیدے کی تشکیل کے لئے لازمی سمجھی جاتی تھیں۔

قصیدے کو تین حصّوں پر مشتمل ہونا چاہیئے۔

اوّل ☆ نَسِیب یا عشقیہ تمہید یا تشبیب .... جس میں شاعر، اس مقام تک اپنے سفر کا ذکر کرتا ہے۔ جہاں پہلے اس کی محبوبہ کا قیام تھا۔ اور پھر یہ دیکھ کر کہ وہ، وہاں سے چلی

گئی ہے' اپنے اشتیاق واضطراب کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا مرحلہ ان لوگوں کی طرف' سفر کرنے کا آتا ہے۔ جن کی وہ مدح کرنا چاہتا ہے۔ جہاں اُسے صحرا کے' دہشتناک مناظر کے بیان' اور صحرائی جانوروں سے اپنے اونٹوں کا مقابلہ کرنے کا کافی موقع مل جاتا ہے۔ آخر میں قصیدے کا اہم ترین حصہ آتا ہے۔ جس میں اُس شخص یا قبیلے کی مدح یا ہجو کی جاتی ہے۔ جسے شاعر' موضوعِ سخن بنانا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں بعض شعراء کوئی اخلاقی نتیجہ نکال کر اپنی نظم ختم کر دیتے ہیں۔

عربی' فارسی' ترکی اور اُردو میں قصائد کی اچھی خاصی تعداد سچے جذبات اور صحیح شاعرانہ محرکات پر مشتمل ہے۔ البتہ' دورِ جاہلیت کے عربی قصیدوں میں تفاخر اور حریف کی ہجو' میں مبالغے سے کام لیا جاتا تھا۔ اندازِ بیان میں مبالغہ یونانی شعراء میں' نیز انگریزی میں ملٹن وغیرہ کے یہاں بھی پایا جاتا ہے۔

ارسطو نے اپنی کتاب علم البلاغت RHETORIC میں اس کو بعض مواقع کیلئے جائز قرار دیا ہے۔ عرب شاعر اپنے قبیلے کیلئے جوشِ طبعیت دکھاتے ہیں۔ جس طرح رزمیہ کے شعراء بھی اپنے ملک یا قوم کے لئے جوشِ طبع کا اظہار کرتے تھے۔

اس کے علاوہ قصیدے کی تمہید میں حسن و عشق' بہار و گلزار اور دیگر مظاہر و مناظرِ فطرت کی تصویر کشی ہوتی تھی۔ اونٹ' گھوڑے یا اسلحہ کی وصف نگاری قصیدے میں خوب ہوتی تھی۔

فارسی' اُردو اور ترکی میں صوفیانہ اور اخلاقی قصیدے بھی یقین و ایمان پر مبنی حقائق پر مشتمل ہوتے تھے۔

اہل نقد و نظر نے' قصیدے کے لوازم و شرائط بتائی ہیں۔ مثلاً خواہ نظم کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو اس کے تمام اشعار ہم قافیہ ہونے چاہئیں۔ اس کے علاوہ ساری نظم ایک ہی بحر میں ہونی چاہیئے۔ جس کی شاعر کو اوّل سے آخر تک پابندی کرنی پڑتی ہے۔

قدیم زمانے میں ایسی نظمیں کہی جاتی تھیں۔ جنہیں یوں تو قصیدے ہی کہا جاتا تھا' لیکن ان میں قصیدے کا اہم ترین حصہ یعنی مدح یا ہجو نہیں ہوتی تھی۔ ایسی مثالیں ہمیں' عمر بن ربیعہ' اور الطرماح کے بعض قصائد میں ملتی ہیں۔ الطرماح کی بعض نظمیں' محض کسی واقعے' منظر یا کیفیت کو بیان کرنے کے لیے لکھی گئی تھیں۔

قدرتی طور پر دوسری زبانوں کے قصیدہ نگاروں نے عربی قصیدے کا چربہ اُتارا۔ اور فارسی میں دورِ غزنوی کے ممتاز قصیدہ نگاروں 'فرخی' 'عنصری' 'منوچہری کے بعد 'انوری اور خاقانی نے اس صنف میں بہت شہرت پائی۔ عربی میں قصیدے کی صنف دورِ جدید میں بھی 'ایک خاص صورت میں موجود ہے۔ لیکن ان نئے قصیدوں میں کوئی خاص بات نہیں 'اس کے سوا کہ بعض عرب شعراء قصیدے کے اُس اسلوب کو زندہ کرنے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ جو قصیدے کے دورِ زرّیں میں موجود تھا۔ لیکن اس کے موضوعات اس دَور کے لئے نامانوس نظر آتے ہیں۔ قصائد میں اشخاص اور واقعات کے حوالے بھی ملتے ہیں۔ اس لئے ان کا شمار تاریخی معلومات کے ماخذ کے طور پر ہوتا ہے۔

☆☆☆☆

صاحبِ قصیدہء بُردہ

امام محمد بن سعید البُوصِیریؒ کون تھے؟

ابو عبداللہ شرف الدین محمدؒ بن سعید بن حمّاد بن محسن بن عبداللہ بن منہاج ابن ہلال۔ عربی شاعر اور صوفی۔ جن کا قصیدہ بُردہ خاص طور پر مشہور ہے۔ بربری نسل سے تھے۔ ان کا تعلق قبیلہ منہاجہ کی ایک شاخ بنو حبنُون سے تھا۔ ان کے باپ مصر کے قصبہ بُوصِیر کے تھے۔ اور والدہ دَلاص (دریائے نیل کے مغربی جانب) کی۔ یکم شوال ۶۰۸ھ /7 مارچ 1212ء سہ شنبہ کو پیدا ہوئے۔ بچپن اور تعلیم کی بابت کم معلومات ہیں۔ بعد کو بِلبِیس میں کاتب یعنی محرر (مُباشِر) کے عہدے پر مامور ہوئے۔ اور حسابی کام انجام دیتے رہے۔ لیکن کوئی نمایاں حیثیت حاصل نہیں کی۔ کچھ عرصہ بیت المقدس، مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ میں بھی رہے۔ آخری عمر میں پنڈلی ٹوٹ جانے کی وجہ سے معذور ہو گئے تھے، اور قاہرہ میں قیام پذیر ہوئے۔ وہیں ۱۲۹۶ء۔ ۱۲۹۷ء میں انتقال کیا۔ اور امام الشافعی کے مقبرے کے جوار میں مدفون ہوئے۔

البوصیری نے حفظِ قرآن کا ایک چھوٹا سا مدرسہ بھی کھولا تھا۔ انہیں سیرت سے خاص شغف تھا۔ اس کے ساتھ ہی عیسائیوں اور یہودیوں سے مناظرے کا بڑا شوق رکھتے تھے۔ اسی غرض سے انہوں نے انجیل اور تورات کا براہِ راست مطالعہ کیا۔ اور جیسا کہ اُن کے اشعار شاہد ہیں۔ مخالفین کا رد، خود انہیں کی مقدس کتابوں سے کیا۔ خطاطی میں بھی مہارت اور شہرت حاصل کی۔ البُوصیری کو تصوف اور شعر و شاعری سے بڑا لگاؤ تھا۔ شعری حسن و لطافت، عذوبتِ الفاظ، ترکیبوں کے بانکپن کی وجہ سے اُن کی شاعری کی بڑی داد دی جاتی تھی۔

جب الصاحب زین الدین یعقوب بن الزبیر کا قُرب حاصل ہوا۔ تو آنحضرت ﷺ کی مدح میں شاندار قصیدے لکھنے شروع کئے۔ اور یہی قصائدِ نعتیہ ان کی شہرت کا باعث بنے۔ (بالخصوص قصیدہ بُردہ) صوفیہ کے یہاں البُوصیری کا بڑا درجہ ہے۔ اُنہیں بسا اوقات مرتبہء "غوثیہ کبریٰ" تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

انہوں نے ابوالحسن الشاذلی کے خلیفہ ابوالعباس المرسی سے طریقت سیکھی تھی۔
البوصیری کی شاعری کو دو دوروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اوّل قبلِ سفرِ حج (جو ۶۵۴ھ کے بعد کا واقعہ ہے) دوم /بعد واپسی حج۔

پہلے دور کے دو اہم قصیدے ہیں۔ ان میں سے ایک قصیدہ 'حضرت کعب بن زُہیر کے مشہور قصیدے کے مقابلے میں ہے۔ دوسرے دور کا سب سے اہم کارنامہ قصیدہ بُردہ ہے۔ جس کا اصلی عنوان "الکواکب الدریتُم فی مدح خیر البرتم" ہے۔

اس مشہور قصیدے کا پس منظر یہ ہے کہ بوصیری اتفاق سے بعارضہ فالج بیمار ہو گئے۔ جس سے اُن کے جسم کا نصف حصہ بالکل بے کار ہو گیا۔ بوصیری کہتے ہیں کہ میں نے بیماری کی حالت میں یہ قصیدہ ترتیب دینا شروع کیا۔ جب یہ مکمل ہو گیا تو میں اسے بار بار پڑھتا رہا۔ خدا کے حضور میں رو رو کر گڑگڑاتا' عاجزی اور تفرّع سے دعائیں مانگتا' اور اللہ تعالیٰ سے اس قصیدے کی بدولت صحت کی درخواست کرتا۔ اسی حالت میں ایک رات سو گیا تو خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے مریض جسم پر پھیرا۔ اور ایک چادر (بُردہ) مجھ پر ڈال دی۔ میں بیدار ہوا تو اپنے آپ کو صحت یاب پایا۔ میں اُٹھا اور گھر سے باہر نکل آیا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ قصہ مشہور ہو گیا۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی اس قصیدے کی برکت سے صحت و شفا نصیب ہونے لگی۔

یہ قصیدہ ۱۶۲ ابیات پر مشتمل ہے۔ (قصیدے کا ایک شعر متنازعہ اور الحاقی سمجھا جاتا ہے)۔ مطلع ۱۲ ابیات' نفس اور خواہشاتِ نفس ۱۶ ابیات 'نعتِ رسول ۳۰ ابیات' مولد النبی ﷺ ۹ ابیات' معجزات و دعوت ۱۰ ابیات' مدح القرآن ۱۷ / ابیات' معراج النبی ﷺ ۱۳ ابیات' جہادِ النبی ۲۲ ابیات' استغفار ۱۴ / ابیات' مناجات ۹ ابیات۔

اس شہرہ آفاق قصیدے کا اُردو' انگریزی' لاطینی' المانی' فارسی' ترکی اور بربری زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ اور ایک سو کے قریب عربی' فارسی' ترکی اور بربری زبانوں میں شرحیں لکھی گئی ہیں۔ عبیداللہ بن یعقوب الفناری' ابن ہشام النحوی' خالد بن عبداللہ الازہری اور شہاب الدین القسطلانی (شارح البخاری) کی شروح خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

بہت سے شعراء نے قصیدہ بردہ کی تثلیث' تخمیس' تسبیع اور تشطیر رقم کی ہیں۔ یہ قصیدہ بعض حلقوں میں بکثرت پڑھا جاتا ہے۔ اور اُن کے عقیدے میں 'اس کے مختلف ابیات'

مختلف بیماریوں اور تکلیفوں سے نجات دلانے کی طاقت رکھتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن ادریس المراکشی نے اس موضوع پر 'ایک کتاب بعنوان 'خواص البردہ فی برالدا لکھی ہے۔

بوصیری کا ایک اور قصیدہ "الهمذیه فی المدائح النبویه" بھی خاصا مقبول ہے۔ بوصیری کی شاعری پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے مداح شعراء خاص طور پر 'حضرت حسانؓ بن ثابت اور حضرت کعبؓ بن زہیر کی پیروی کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

نعتِ رسول ﷺ کے علاوہ دوسرے قصائد میں 'ملازمینِ حکومت کے احوال کا بیان' اور اُن کی نااہلی 'بد خلقی اور رشوت ستانی کی شکایت غالب ہے۔ اس سلسلے میں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اُن کے ہاں مفادِ عامہ کا ایک تصور پایا جاتا ہے 'اور وہ اسی کی وکالت کرتے ہیں۔

بوصیری کا دیوان ۱۹۵۵ء میں مصر سے شائع ہوا۔ (دیوان البُوصیری) متن دار لکتب مصریہ کے دو قلمی نسخوں پر مبنی ہے۔

☆☆☆☆

بوصِیر

امام بوصیریؒ کا وطن

بُوصِیر یا اَبُوصِیر، مصر میں واقع کئی مقامات کا نام۔ یہ ایسے مقامات کا نام ہے، جہاں ابو سیرس OSIRIS دیوتا کو خاص طور پر مقدس سمجھا جاتا تھا۔ ابُوصِیر کا نام دریائے نیل کے مغرب کے مضافات کے وسیع علاقے میں ملتا ہے۔

بُوصِیر، دریائے نیل کی شاخ ''دمیاط'' DAMIETTA کے مغربی کنارے پر، الغربیہ کے صوبے میں واقع ہے۔ قرونِ وسطیٰ میں یہ ایک چھوٹا سا قصبہ تھا، جو ایک قریبی بستی بنا سے ملا ہوا تھا۔ اِسی لئے اِسے 'بُوصیر بنا کے نام سے بھی یاد کیا جاتا تھا۔ بُوصیر، قدیم زمانے میں مشہور تھا۔ یہاں ایک اسقف رہتا تھا۔ یہ گورہ کا صدر مقام تھا۔

☆☆☆☆

قصیدہ بُردہ کا وزنِ شعری

یہ قصیدہ بحرِ بسیط میں ہے اور بحر بسیط علمِ عروض میں یہ ہے :۔

مُسْتَفعِلُنْ فَاعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلُنْ۔

اس میں پہلا فاعِلُنْ کہیں کہیں فَعِلُنْ پڑھا جاتا ہے۔اور دوسرا فَاعِلُنْ ہر جگہ فَعِلُنْ بالزحاف پڑھا جائے گا۔ اسے علمِ عروض کی اصطلاح میں قطع کہتے ہیں اور مُسْتَفعِلُن کا پہلا رکن کہیں کہیں مَفَعِلُنْ کے وزن پر آیا ہے۔ اس قسم کے زحاف کو خبن کہتے ہیں۔

سید ابن معتوق متوفی ۱۰۸۷ھ نے اس قصیدہ کے مقابلہ میں ایک قصیدہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے ؎

لا برّ فی الحبّ یااھل الھویٰ قسمی ولا وفت للعلیٰ ان خنتکم ذمی!

یعنی اے محبت والو! میں تم سے خیانت کروں تو میرا ایمانِ وفا کبھی صحیح نہ نکلے اور ترقی کے مدارج پر فائز ہونے کا عزم کبھی پورا نہ ہو۔

اگرچہ شاعرانہ بندش میں یہ قصیدہ بھی کم نہیں لیکن بوصیریؒ کے جذبات سے جب اس کا تقابل کیا جاتا ہے تو انصاف یہی کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ بہر حال محنت بہت کی ہے۔ لیکن بوصیری کے جذبات اور تلاطمِ عشق کی کیفیت جو اشعارِ قصیدہ میں موجزن ہے وہ ابن معتوق کو میسر نہ ہوئی۔باقی علمی لطافت اور فصاحت سے ہمیں انکار نہیں۔

(ماخذ و متن طیبُ الوردۃ)

سبب تالیفِ قصیدہ

ناظم القصیدہ علامہ شرف الدین محمدؒ بوصیری رحمتہ اللہ علیہ مصر کے ایک قَریہ بوصِیر کے رئیسِ اعظم اور علومِ عربیہ کے متبحر عالم، فصاحت وبلاغت میں ایسے مشہور ومعروف فرد تھے کہ اپنے زمانہ میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔اور علماء عصر میں ایک شہرہ آفاق ادیب۔

ابتداء عمر میں آپ اپنی خداداد قابلیت اور تبحر علم کی وجہ سے سلاطینِ اسلامیہ کے مقرّب و محبوب عنصر رہے۔ آپ سلاطین واُمراء کی منقبت اور قصیدہ گوئی میں خاص طور پر حصہ لیتے اور اُن کے اعداء کی ہجو میں رجز اور قصائد لکھا کرتے تھے۔

ایک روز آپ دربارِ سلطانی سے اپنے گھر تشریف لارہے تھے کہ ایک بزرگ ملے اور انہوں نے علّامہ بوصیریؒ سے سوال کیا کہ تم نے حضور ﷺ کی کبھی خواب میں بھی زیارت کی یا نہیں؟ آپ نے عرض کیا۔ میں آج تک حضورؐ کی زیارت سے مشرف نہیں ہوا۔ پھر علّامہ فرماتے ہیں کہ اس جواب کے بعد سے میرے دل میں حضورؐ کا عشق اور محبت کا جذبہ اتنا متلاطم ہوا۔ کہ میں اپنے دل میں سوائے اس محبت کے اور کچھ محسوس نہ کرتا تھا۔

گھر آکر جو سویا تو اُسی شب مجھے جمالِ جہاں آراء محبوبِ دوعالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اور میں نے حضورؐ کو جماعتِ صحابہؓ کے ساتھ اس شان سے دیکھا جیسے چاند، ستاروں میں۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے دل کو اُس

ہستی مقدّس کی محبت سے مملو اور زیارتِ بابرکت کے سرور سے محظوظ و مسرور پایا۔ اس کے بعد ایک ساعت کے لئے اُس نورِ مجسّم کی محبّت مجھ سے علیحدہ نہ ہوئی۔ اور عنفوانِ محبت و سرور میں میں نے چند قصیدے لکھے۔ چنانچہ قصیدہ مضریہ اور ہمزیہ اسی زمانہ کے لکھے ہوئے ہیں۔

اُس کے بعد ایک روز اچانک مجھے فالج پڑا۔ اور میرا نصف حصہ بے حس ہو گیا۔ اس مصیبت کی حالت میں میرے ضمیر نے مشورہ دیا کہ ایک قصیدہ حضورؐ کی مدحت میں لکھوں اور اُس کے ذریعہ اُس باب الشفاء سے اپنے لئے شفا طلب کروں۔ چنانچہ اُسی حالت میں میں نے اس قصیدہ مبارکہ کو لکھا۔

بعد انفراغ جب سویا تو خواب میں اُس مسیحِ کونین شفاء دارین کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسی عالمِ خواب میں، میں نے یہ قصیدہ حضورؐ کے سامنے پڑھا۔ بعد اختتامِ قصیدہ، مَیں نے دیکھا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ میرے اعضاء حقیرہ پر اپنے دستِ نوری کو پھیر رہے ہیں۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے کو بالکل صحتیاب پایا۔ اس خوشی اور فرحت و مسرت میں علی الصباح میں اپنے گھر سے نکلا۔ تو راستہ میں شیخ ابو الرجاء الصدیق ملے۔ جو اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے۔ اور مجھے فرمانے لگے۔ اے امام وہ قصیدہ سناؤ جو حضورؐ کی مدحت میں تم نے تالیف کیا ہے۔ چونکہ اس قصیدہ شریف کا علم سوا میرے کسی کو نہ تھا۔ میں نے اُن سے عرض کیا۔ حضرت! کون سا قصیدہ آپ چاہتے ہیں۔ میں نے حضورؐ کی مدحت میں کئی قصائد لکھے ہیں۔

شیخ ابو الرجاء نے فرمایا۔ وہ قصیدہ سناؤ جس کا مطلع یہ ہے

اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٖ
مَزَجْتَ دَمْعاً جَرٰی مِنْ مُقْلَۃٍ بِدَمٖ

میں نے حیرت سے عرض کیا۔ یا ابا الرجاء من این حفظتھا۔
"اے ابو الرجاء! یہ قصیدہ آپ نے کہاں سے یاد کیا۔ میں نے یہ قصیدہ سوا اپنی سرکارؐ کے کسی کو اب تک نہیں سنایا۔ نہ کوئی شخص اس وقت تک میرے پاس آیا۔ جس کو یہ قصیدہ میں نے سُنایا ہو۔ ابو الرجاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ لقدسمعتھا البارحۃ تنشدھا بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یتمایل ویتحرك استحسانا تحرك الاغصان المثرۃ بھبرب نسیم الریاح۔ اے بوصیری یہ قصیدہ گذشتہ رات میں نے اُس وقت سُنا۔ جب تم دربارِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کرر ہے تھے۔ اور حضور اس قصیدہ کو سُن کر اظہار پسندیدگی کے لئے پھلوں سے بھری ہوئی ڈالی کی طرح ایسے تمایل و تحرک فرما رہے تھے۔ جیسے وہ ڈالی نسیمِ سحر کی حرکت سے ہلنے لگتی ہے۔ بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے علی الفور وہ قصیدہ اُن کی خدمت میں پیش کیا۔ بس اس کے بعد شہر بھر میں یہ خبر عام ہو گئی۔

صاحب الشوار والفردہ اتنا اور زیادہ لکھتے ہیں کہ شدہ شدہ یہ خبر ملک الطاہر کے وزیر بہاؤالدین تک پہنچی۔ اُنہوں نے قصیدہ شریف کی نقل لی اور عہد کیا کہ اس قصیدہ مبارکہ کو روزانہ برہنہ پا اور برہنہ سر کھڑے ہو کر سنوں گا۔ چنانچہ اس کی برکت سے اُن کے دین و دُنیا کے بہت سے کام پورے ہوئے اور مصیبتیں فرو ہوئیں۔ پھر سعد الدین فارتی وزیرِ موصوف کے فرمان نویس کو

آشوبِ چشم ہوا۔ حتیٰ کہ بصارت جاتے رہنے کا اندیشہ ہو گیا۔ خواب میں کسی نے کہا کہ بہاؤ الدین سے بردہ لیکر آنکھوں سے لگا۔ وہ گئے اور خواب بیان کیا۔ بہاؤ الدین نے کہا بردہ تو معلوم نہیں ہاں حضور سیدِ یوم النشور ﷺ کی ایک نعت میرے پاس ہے۔ جو شفاء امراض میں خاص اثر رکھتی ہے۔ چنانچہ سعد الدین نے وہ قصیدہ لیا آنکھوں سے لگایا اور پڑھا۔ علی الفور صحت یاب ہو گئے۔ ایسا ہی صاحبِ عطر الوردہ نے نقل کیا۔

(ماخذ و متن طیبُ الوردۃ)

آداب قرأت، قصیدہ مُبارکہ

اوّل ایک نکتہ عجیب مرکوزِ خاطر رہے۔ کہ اس قصیدہ مبارکہ کی ابتداء میں ایک بشارتِ خاص ہے۔ اور اختتامِ قصیدہ میں اُس بشارت کا نتیجہ ہے جو بزبانِ حال بتا رہا ہے۔ کہ اس قصیدہ کا قاری ہمیشہ امن میں رہ کر فرح و طرب کے قلعہ حصین میں محفوظ رہے گا۔

چنانچہ اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِيْ سَلَمٍ میں اَمِنْتَ نکلتا ہے۔ جس کے معنی ہیں تو امن میں آگیا۔ اور قصیدہ میں ہے۔ وَاَطْرَابَ الْعِيْسِ بِالنَّغَمِ تو امن و امان کا نتیجہ طرف و فرحت ہے۔ گویا قصیدہ مبارک اَمِنْتَ شروع کرنے والے کو سُنا کر ختم پر خیریت کی بشارتِ عظمیٰ دیتا ہے۔

اس قصیدہ مبارکہ کے آدابِ تلاوت میں اوحد العلماء الاعلام، و مفرد العظماء الفخام، الانسان الکامل، الجهبذالفاضل ذوالنسب

الرفیع السامی، صاحب الادب البدیع النامی، قاموس البلاغة و الفصاحةوتبراس الافهام، السید عمرافندی مفتیء مدینة خرپوت و مضید الحکام صحیح الاحکام۔ فرماتے اور فتویٰ دیتے ہیں۔ کہ اس قصیدہ کے پڑھنے میں چند شروط و آداب کالحاظ لازمی ہے۔ ورنہ اگر نتیجہ میں فائدہ نہ ظاہر ہو تو قصیدہ کی بے اثری نہ سمجھی جائے بلکہ اپنی غلطی پر اُس کو محمول کرے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ امام غزنوی رحمتہ اللہ علیہ اس قصیدہ مبارکہ کو ہر رات پڑھا کرتے۔ تاکہ اس کی برکت سے زیارتِ سرکار لبد قرار صلے اللہ علیہ و سلم حاصل کریں۔ ایک مدت تک پڑھا۔ مگر زیارت سے مشرف نہ ہوئے توانہوں نے اپنے شیخ کامل کی خدمت میں عرض کیا کہ اس میں کیا راز ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ لعلك لا تراعی شرائطها، غزنوی شاید تواُس کی شرائط کی رعایت نہیں کرتا۔ علامہ غزنوی نے عرض کیالا بل اراعیها، نہیں حضور میں خاص رعایت اور توجہ سے پڑھتا ہوں۔ فراقب الشیخ تواُن کے شیخ نے مراقبہ کیااور فرمایا وقفت علی سره وهوانك لاتصلی بالصلوٰة التی صلی بهاالامام البوصیری اذهو یصلی علیه علیه السلام بقوله ؎

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

غزنوی کو زیارت نہ ہونے کا جوراز تھا وہ معلوم ہو گیا۔ وہ یہ کہ تم وہ درود نہیں پڑھتے جو امام بوصیریؒ نے حضورؐ پر اس قصیدہ کو سُناتے ہوئے پڑھا تھا۔ اور وہ درود یہ ہے

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اور اس قصیدہ میں اس درود کا پڑھنا ہی خاص راز ہے۔ اس کے سوا اور کوئی درود نہ ہو۔

چنانچہ شرائطِ قرأت میں اوّل یہ ہے کہ

(۱) باوضو ہو۔

(۲) قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ کر پڑھے۔

(۳) تصحیحِ الفاظ میں خاص کوشش کرے اور زِیر زَبر کا لحاظ رکھے۔

(۴) جو شعر پڑھے۔ اُس کے معنی کو سمجھتا ہو اس لئے کہ دُعا کے لفظوں کو اگر نہ سمجھتا ہو تو اُس کی تاثیر جاتی رہتی ہے۔ جیسا کہ علامہ علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے مقدمہ حزب الاعظم میں فرمایا فعليك بحفظ مبانيه والتامل فى معانيه ،

(۵) ہر شعر کو شعر کی طرح پڑھا جائے نہ کہ نثر کی طرز پر۔

(۶) تمام قصیدہ اوّل حفظ ہو۔ پھر معمولاً پڑھے

(۷) جو اس کی قرأت کرے اور وِرد بنائے۔ وہ پہلے اجازت کسی ماذون سے حاصل کرے۔

(۸) قصیدہ کے اول اور آخر میں مخصوص وہ درود پڑھا جائے جو امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ نے سرکارِ والا میں پڑھا تھا یعنی

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(ماخذ و متن طیبُ الوردۃ)

☆خصوصیات وبرکات☆

قصیدہ شروع کرنے سے قبل ان اشعار کا پڑھنا احسن ہے۔ صحت الفاظ واعراب کو ملحوظ رکھنا اور معنی پر توجہ مبذول رکھنا نہایت ضروری ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ
ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

دوسرے شعر کے متعلق روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب سرکارِ دوعالم ﷺ نے قصیدہ کو سننے کے بعد خود یہ شعر ارشاد فرمایا۔ اسی لئے قصیدہ کے درمیان وقفہ وقفہ سے اس کا دہرانا باعثِ برکت ہے۔

حضرت شیخ ابراہیم باجوری رحمۃُ اللہ علیہ نے اس قصیدہ کی شرح میں بعض ابیات کے جو فوائد و تاثیرات کو بیان فرمایا ہے۔ مختصراً درج ذیل ہے۔ اِن شاء اللہ ان اعمال کی برکت سے ہر شخص اپنی مراد کو پہنچے گا۔

آٹھواں شعر جو نَعَمْ سَرٰی سے شروع ہوتا ہے۔ بعد نماز عشاء سونے سے قبل پڑھتے رہیں۔ یہاں تک کہ نیند کا غلبہ ہو جائے تواِن شاء اللہ تعالیٰ خواب میں رسولِ اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہو گی۔

۳۴ اور ۳۶ اشعار جو مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ اور هُوَالْحَبِیْبُ الَّذِیْ سے شروع ہوتے ہیں۔ ہر نماز کے بعد جو چند مرتبہ ورد کرے۔ وہ جملہ مصائب

سے محفوظ رہے گا اور اگر مصیبتوں میں مبتلا ہو چکا ہے تو رات کو بعد نمازِ تہجد اِن کا ورد کریں اور بہ توسل سرکارِ دو عالم ﷺ دُعا مانگیں تو اِن شاء اللہ مصائب و آلام دور ہو جائیں گے۔

۸۵ اور ۸۶ اشعار جو تَبَارَكَ اللهُ اور كَمْ اَبْرأَتْ سے شروع ہوتے ہیں۔ مرض مرگی، فالج اور دیگر مہلک امراض کے لیے نہایت مجرب ہیں۔ چنانچہ باطہارت چند مرتبہ اس کو پڑھ کر مریض پر دم کرے اور لکھ کر تعویذ گلے میں ڈالے تو اِن شاء اللہ تعالیٰ اس سے مرض جاتا رہا گا۔

۱۵۴ اور ۱۵۵ اشعار جو وَلَنْ يَّضِيْقَ اور فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ سے شروع ہوتے ہیں۔ پڑھ کر جس مقصد کے لیے بہ توسل سرکارِ مدینہ ﷺ دُعا کرے تو اِن شاء اللہ تعالیٰ قبول ہو گی۔ یہ جاننا چاہیئے کہ جیسے سرکارِ دو عالم ﷺ کے حیاتِ اقدس میں مدد مانگنا ثابت ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے وصالِ مبارک کے بعد بھی آپ ﷺ سے مدد طلب کرنا بالکل جائز ہے۔

(متن...... قصیدہ بردہ، مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور)

قَصِيدَةُ البُردة

یادِ محبوب و مذاکرہء صبا

(عربی متن)

1

اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِی سَلَم
مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُّقْلَةٍ بِدَمِ

☆

2

اَمْ هَبَّتِ الرِّيْحُ مِنْ تِلْقَاءِ كَاظِمَةٍ
وَاَوْمَضَ الْبَرْقُ فِی الظَّلْمآ مِنْ اِضَمِ

☆

سائبان

یادِ محبوب میں بادِ صبا سے مکالمہ

(منظوم اُردو ترجمہ)

1

یاد، قُربِ ذِی سَلَم کی آگئی کیا ناگہاں
کیوں تری آنکھوں سے اشکِ خُوں چکیدہ ہیں رواں

☆

2

کیا دیارِ کاظمہ کی سمت سے آئی ہوَا
یا شبِ تاریک میں چمکیں اِضَم کی بجلیاں

☆

3

فَما لِعَيْنَيْكَ اِنْ قُلْتَ اكْفُفا هَمتا!

وَما لِقَلْبِكَ اِنْ قُلْتَ استَفِقْ يَهِمِ

☆

4

اَيَحْسَبُ الصَّبُّ اَنَّ الْحُبَّ مُنْكَتِمٌ

مَابَيْنَ مُنْسَجِمٍ مِنْهُ وَمُضْطَرِمِ

☆

5

لَوْلَا الْهَوىٰ لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلىٰ طَلَلٍ

وَلَا اَرِقْتَ لِذِكْرِ الْبَانِ والْعَلَمِ

☆

6

فَكَيفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ

بِهٖ عَلَيْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

3

تیری آنکھوں کے یہ آنسو کِس لئے رُکتے نہیں

کیوں ترا دل ہے، رہینِ اضطرابِ جاوداں

☆

4

تیری آنکھیں اشک افشاں، تیرا دل ہے مضطرب

کس طرح سمجھا ہے تُو، رازِ محبّت کو نہاں

☆

5

خانۂ ویراں پہ کیوں روتا، اگر ہوتا نہ عشق

اور نہ ہوتیں بان کی یادوں سے یہ بے خوابیاں

☆

6

عشق سے منکر نہ ہو، جب ہے گواہِ عاشقی

یہ دِل بیمار تیرا، یہ ترے اشکِ رواں

7

وَاَثْبَتَ الْوَجْدُ خَطَّىْ عَبْرَةٍ وَّضَنىً

مِثْلَ الْبَهَارِ عَلٰى خَدَّيْكَ وَالْعَنَمِ

☆

8

نَعَمْ سَرَىٰ طَيْفُ مَنْ اَهْوىٰ فَاَرَّقَنِىْ

وَالْحُبُّ يَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

☆

9

يَا لَآئِمِىْ فِى الْهَوَى الْعُذْرِىِّ مَعْذِرَةً

مِّنّىْ اِلَيْكَ وَلَوْ اَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ

☆

10

عَدَتْكَ حَالِىَ لَاسِرِّىْ بِمُسْتَتِرٍ

عَنِ الْوُشَاةِ وَلَا دَائِىِ بِمُنْحَسِمِ

7

یہ گُلابِ زرد اور یہ اَحمریں شاخِ عَنَم
تیرے رُخساروں پہ ہیں' دردِ محبّت کے نشاں

☆

8

ہاں' مجُھے بے خواب رَکھّا اُس حسیَں کی یاد نے
زندگی ہے' عشق میں' رَنج واَلَم کی داستاں

☆

9

اے طرفدارِ بَنی عُذرہ! نہ طعنے دے مجھے
سُن کہ میں' کرنے لگا ہوں' عُذر و مجبوری بیاں

☆

10

مُنقطع ہوگا نہ جذبِ عشق سے بیمارِ عشق
ہو چکا ہے حالِ دل' گرچہ' زمانے پر عیاں

11

مَحَّضتَنِی النُّصْحَ لٰکِنْ لَسْتُ اَسْمَعُه‘

اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِی صَمَم

☆

12

اِنِّی اتَّهَمْتُ نَصِیْحَ الشَّیْبِ فِیْ عَذَلِ

والشَّیْبُ اَبْعَدُ فِی نُصْحٍ عَنِ التُّهَم

☆

11

عشق ہے بہرا، نوائے بُحتہ چیں کیسے سُنے

گرچہ ہے اخلاص، تیری ہر نصیحت میں نہاں

☆

12

دانشِ پیری کا ناصح! کچھ نہیں مجھ پر اثر

چھوڑ یہ پند و نصیحت، چھوڑ یہ حرف و بیاں

☆

در اعتراف تقصیر و بیانِ نفس

13

فَاِنَّ اَمَّارَتِی بِالسُّوْءِ مَا اتَّعَظَتْ
مِنْ جَهْلِهَا بِنَذِیْرِ الشَّیْبِ وَالْهَرَمِ

☆

14

وَلَا اَعَدْتُّ مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِیلِ قِریٰ
ضَیْفٍ اَلَمَّ بِرَأسِیْ غَیْرَ مُحْتَشَمِ

☆

اعترافِ تقصیر اور بیانِ نفس

(13)

نفسِ امّارہ ' لئے جاتا ہے 'عِصیاں کی طرف
عبرتِ پیرانہ سالی کا اثر ' ڈھونڈوں کہاں

☆

(14)

عہدِ پیری کے لئے عنقا ہیں اعمالِ جمیل
میزبانی کو نہیں ساماں کہ خالی ہے مکاں

☆

15

لَوْ كُنتُ اَعْلَمُ اَنِّیْ مَا اُوَقِّرُه‘

كَتَمْتُ سِرّاً بَدَالِیْ مِنْهُ بِالْكَتَمِ!

☆

16

مَنْ لِّیْ بِرَدِّ جِمَاحٍ مِنْ غَوَایَتِهَا

كَمَا یُرَدُّ جِمَاحُ الْخَیْلِ بِاللُّجُمِ

☆

17

فَلَا تَرُمْ بِالْمَعَاصِیْ كَسْرَ شَهْوَتِهَا

اِنَّ الطَّعَامَ یُقَوِّیْ شَهْوَةَ النَّهِمِ

☆

18

وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ اِنْ تُهْمِلْهُ شَبَّ عَلٰی

حُبِّ الرِّضَاعِ وَاِنْ تَفْطِمْهُ یَنفَطِمِ

(15)

کاش کر لیتا سیہ، وَسمے سے مَیں مُوئے سفید
کچھ نہیں، تعظیمِ پیری کے جو ہو، شایانِ شاں

☆

(16)

روکتے ہیں اسپِ سر کش کو لگامیں کھینچ کر
کون روکے، میرے اسپِ نفس کی مُنہ زوریاں

☆

(17)

خُود بخود گرتا نہیں، یہ حُبِّ شہوت کا حصار
دُور سے ہے دُور تر، قطعِ معاصی کا جہاں

☆

(18)

نفسِ اَمارّہ ہے، جیسے کوئی طفلِ شیر خوار
زیر کیا ہو گا، جو پی کر دُودھ یہ ہو گا جواں

19

فَاصْرِفْ هوَاهَا وَحَاذِرْاَنْ تُوَلِّيَه‘

اِنَّ الْهَوٰی ما تولّٰی یُصْمِ اَویصِمِ

☆

20

وَرَاعِهَا وَهْیَ فِی الْاَعْمَالِ سَائِمَة‘‘

وَاِنْ هِیَ اسْتَحْلَتِ الْمَرْعٰی فَلاَ تُسِمِ

☆

21

کَمْ حَسَّنَتْ لَذَّةً لِلْمَرْءِ قَاتِلَةً

مِنْ حَیْثُ لَمْ یَدْرِ اَنَّ السَّمَّ فِی الدَّسَمِ

☆

22

وَاخْشَ اَلدَّسَاءِ لس مِنْ جُوْعٍ وَّمِنْ شَبَعِ

فَرُبَّ مَخْمَصَةٍ شَرّ‘‘ مِّنَ التُّخَمِ

(19)

ہو نہ جائیں تجھ پہ غالب، شہوت وخواہش کو روک!

شہوت و خواہش کا ہے انجام، مرگِ ناگہاں

☆

(20)

نفس کو پہلے فنا کر، یہ رضائے دوست ہے

کھول اَب آنکھیں! جمالِ ذات ہے جلوہ فشاں

☆

(21)

نفس کی لذّت کے حاصل سے ہے، انساں بے خبر

لذّتِ کام و دہن میں، زہرِ قاتل ہے نہاں

☆

(22)

پیٹ خالی ہو کہ پُر ہو، ڈر فریبِ نفس سے

بُھوک میں ہوتا ہے، بدہضمی سے بھی بڑھ کر زیاں

23

وَاسْتَفرِغِ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنٍ قَدامْتَلَئَتْ!

مِنَ الْمَحَارِمِ وَالْزَمْ حِمْيَةَ النَّدَمِ

☆

24

وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّيْطَانَ وَاعْصِهِمَا

وَاِنْ هُمَا مَحَضَاكَ النُّصْحَ فَاتَّهِمِ

☆

25

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمَا خَصْماً وَّلَا حَكَماً

فَاَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَالْحَكَمِ

☆

26

اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ

لَّقَدْ نَسَبْتُ بِهٖ نَسْلًا لِّذِیْ عُقُمٍ

23

بے حیائی کے یہ منظر' اور یہ' افعالِ بد

لازمی ہے آنکھ سے' اشکِ ندامت ہوں رواں

☆

24

نفسِ امارہ سے اور شیطاں سے' لازم ہے گریز

زہر میں ڈوبی ہوئی ہیں' اِن کی خیر اندیشیاں

☆

25

لازمی ہے چھوڑنا' یہ طاعتِ ابلیس و نفس

وہ مقابل ہوں کہ ثالث ہوں' عدُو ہیں بے گماں

☆

26

رَبِّ اکبر' میرا قولِ بے عمل' کردے معاف

میں کہ نسلاً بن گیا تھا' بانجھ عورت کا نشاں

27

اَمَرْتُكَ الْخَيْرَ لٰكِنْ مَّاأْتَمَرْتُ بِهٖ

وَمَا اسْتَقَمْتُ فَمَا قَوْلِىْ لَكَ اسْتَقِمِ

☆

28

وَلَا تَزَوَّدْتُّ قَبْلَ الْمَوْتِ نَافِلَةً

وَلَمْ اُصَلِّ سِوٰى فَرْضٍ وَّلَمْ اَصُمِ

☆

29

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ اَحْيىَ الظَّلَامَ اِلٰى

اَنِ اشْتَكَتْ قَدَ مَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَّرَمِ

☆

30

وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَائَهٗ وَطَوٰى

تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُتْرَفَ الْاَدَمِ

27

تجھ کو حکمِ خیر اور خود کو نہیں ترغیبِ خیر

بے اثر میرا یہ قولِ بے عمل ہے، بے گماں

☆

28

صومِ نفلی ہیں، نہ ہے میرا عمل نفلی کوئی

کچھ نہیں زادِ سفر، لیکن سفر پر ہوں رواں

☆

29

چھُٹ گیا مجھ سے، وہ سجدوں کے تسلسل کا طریق

پاؤں تھے سوجے ہوئے، اُف! اُنؐ کی شب بیداریاں

☆

30

بھوک نے باندھا تھا جس کی ذاتِ اقدسؐ کا شکم

پتھّروں سے جڑ گئی تھیں، جسؐ کی نازک پسلیاں

31

وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ

عَنْ نَفْسِهِ فَاَرَاهَا اَيَّمَا شَمَمِ

☆

32

وَاَكَّدَتْ زُهْدَهُ فِيْهَا ضَرُوْرَتُهُ

اِنَّ الضَّرُوْرَةَ لاَ تَعْدُوْا عَلَى الْعِصَمِ

☆

33

وَكَيْفَ تَدْعُوْا اِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ

لَوْلاَهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

☆

34

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ

وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

31

وہ غنی ایسا، نظر میں، جس کی بے توقیر تھے
کوہِ زر، تھا جن کا قامت، تا بہ قدِّ آسماں

☆

32

ہر ضرورت، زُہد اُس کا پختہ تر کرتی رہی
ہو سکی غالب نہ اُس پر، احتیاجِ جسم و جاں

☆

33

احتیاجِ دہر کیا ترغیب دے سکتی اُسے
جس کے جلوے سے ہوئے تخلیق یہ کون و مکاں

☆

34

ہاں، محمدؐ سیّد الکونینِ وَالثّقلین ہیں
مالکِ عرب و عجم اور تاجدارِ دو جہاں

35

نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِیْ فَلَاَ اَحَدٌ
اَبَرَّفِیْ قَوْلِ لَاَمِنْهُ وَلَاَ نَعَمِ

☆

36

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُه
لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحَمِ

☆

37

دَعَا اِلَی اللهِ فَالْمُسْتَمْسِکُوْنَ بِهِ
مُسْتَمْسِکُوْنَ بِحَبْلٍ غَیْرَ مُنْفَصِمِ

☆

38

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمِ

35

ہیں نبیؐ سچّے ہمارے ...... آمرو ناہی نبیؐ

آپؐ جیسا' صدقِ وعدہ میں کوئی ہو گا کہاں

☆

36

وہ شفاعت ہے' حبیبِ پاکؐ کی' جِس کو سدا

ڈھونڈتا ہے' ہر مصُیبت میں گروہِ عاشقاں

☆

37

دین کی جانب بُلایا سیدّ الکونینؐ نے

اُنؐ کی رَسّی تھامنے والے' رہیں گے جاوداں

☆

38

کون ہے اُنؐ سا نبی' علم و کرم کے باب میں

حُسنِ ظاہر' حُسنِ باطن میں کوئی اُنؐ سا کہاں

39

وَكُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللهِ مُلْتَمِسٌ

غَرْفاً مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفاً مِنَ الدِّيَمِ

☆

40

وَوَاقِفُوْنَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمِ

مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

☆

41

فَهُوَ الَّذِى تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهٗ

ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيْباً بَارِئُ النَّسَمِ

☆

42

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِىْ مَحَاسِنِهٖ

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

(39)

سب نبی ہیں اُنؐ کے دَر پر ایستادہ، جِس طرح
بارشِ ابرِ کرم کے مُنتظر، تشنہ لباں

☆

(40)

نُقطہ و زِیر و زَبَر، اُنؐ کی کتابِ علم میں
سب نبی دربار میں اُنؐ کے ہوئے حیرت بجاں

☆

(41)

اکمل و اجمل بھی وہؐ، تقدیس بھی اُنؐ کے لئے
وہؐ ہوئے ہیں مُنتخب، محبوبِ رَبِّ دو جہاں

☆

(42)

جوہرِ حُسنِ نبیؐ ٹھہرا بعید از اِنقسام
ہے نبیؐ کی ذاتِ اقدس، بالاتر از دیگراں

43

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِىْ نَبِيِّهِمِ

وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحاً فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

☆

44

فَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهِ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ

وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ

☆

45

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ

حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

☆

46

لَوْنَاسَبَتْ قَدْرَهٗ اٰيَاتُهٗ عِظَماً

اَحْيٰى اِسْمُهٗ حِيْنَ يُدْعٰى دَارِسَ الرِّمَمِ

43

دیکھ ! ابنِ اللہ نہ کہنا تُو ' نصاریٰ کی طرح
اور ہر توصیف تُو نعتِ نبیؐ میں کر بیاں

☆

44

عظمتیں اُنؐ کی ' نہایت ہیں بیان و حرف کی
رفعتیں اُنؐ کے شرف کی ' بے کنار و بے اماں

☆

45

ماورائے لفظ ہیں ' سب اُنؐ کے اوصافِ جمیل
کر نہیں سکتی بیاں 'اُنؐ کے فضائل کو زباں

☆

46

اُنؐ کی عظمت کیا بیاں کیجئے کہ خوابِ مرگ سے
جاگ جائیں نام پر اُنؐ کے ' شکستہ ہڈّیاں

47

لَمْ يَمْتَحِنَّا بِمَا تَعِيَ الْعُقُوْلُ بِهٖ

حِرْصًا عَلَيْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَهِمِ

☆

48

اَعْيَ الْوَرَىٰ فَهْمُ مَعْنَاهُ فَلَيْسَ يُرَىٰ

لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ مِنْهُ غَيْرُ مُنْفَحِمِ

☆

49

كَالشَّمْسِ تَظْهُرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعُدٍ

صَغِيْرَةً وَّتُكِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اَمَمِ

☆

50

وَكَيْفَ يُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيقَتَهٗ

قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

47

اُنؐ کے احکامِ شریعت ، قاطعِ تشکیک تھے
ماورائے عقل و دانش تھا نہ کوئی امتحاں

☆

48

ساکت و عاجز ہے مخلوقِ خُدا ، نزدیک و دُور
ایک اُمّی ہے مگر کون و مکاں کا نکتہ داں

☆

49

مثلِ خُورشیدِ درخشاں ، ذاتِ اقدس آپؐ کی
چشمِ قُرب و بُعد میں ہے تابِ نظّارہ کہاں

☆

50

کیا حقیقت ہے محمدؐ کی کسی کو کیا خبر
اہلِ دُنیا پر ہے طاری ، غفلتِ خوابِ گراں

51

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهُ بَشَرٌ
وَاَنَّهُ خَيْرُ خلْقِ اللهِ كُلِّهِم

☆

52

وَكُلُّ آىٍ اَتَى الُّرسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِہٖ بِهِم

☆

53

فَاِنَّهُ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِى الظُّلَمِ

☆

54

اَكْرِمْ بِخَلْقِ نَبِيٍّ زَانَهُ خُلُقٌ
بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمِ

51

آپؐ خیر الخلق ہیں، بس علم ہے اِتنا ہمیں
بس یہی حدِّ یقیں ہے، بس یہی حدِّ گماں

☆

52

ہر نبی کا معجزہ تھا ذاتِ اقدسؐ کے طفیل
ہر نبی کے معجزے میں، نُور تھا اُنؐ کا عیاں

☆

53

مہرِ تاباں ہیں وہؐ بزمِ ثابت و سیّار میں
اک شعاعِ نُور، اقمار و کواکب کا جہاں

☆

54

جسمِ اطہر، دلبری کا ایک عکسِ دل پذیر
چہرۂ زیبا پہ اک نُورِ مسرّت گُل فشاں

55

كَاالزَّهْرِ فِيْ تَرَفٍ وَّالْبَدْرِ فِيْ شَرَفٍ

وَالبَحْرِ فِيْ كَرَمٍ وَّالدَّهْرِ فِيْ هِمَمٍ

☆

56

كَاَنَّه، وَهْوَ فَرْدٌ وَفِيْ جَلَالَتِهٖ

فِيْ عَسْكَرٍ حِيْنَ تَلْقَاهُ وَفِيْ حَشَمٍ

☆

57

كَاَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ فِيْ صَدَفٍ

مِنْ مَّعْدِنَيْ مَنْطِقٍ مِّنْهُ وَمُبْتَسَمٍ

☆

58

لَاَ طِيْبَ يَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ اَعْظُمَه،

طُوْبٰى لِمُنْتَشِقٍ مِّنْهُ وَمُلْتَثِمٍ

55

وہ شگوفوں کی لطافت ' وہ سخاوت بحر کی
ماہِ کامل کی طرح ' وہ آسماں در آسماں

☆

56

کیا جلالت ہے کہ تنہا ہیں مگر آئے نظر
جلوہ گر، جَیش وسِپاہِ صَف بہ صَف کے درمیاں

☆

57

جلوۂ دندان و لب ' وقتِ تبسُّم ، جِس طرح
دُرِّ ابیض ' جو ابھی بَطنِ صَدَف میں ہو نہاں

☆

58

خاکِ اطہر ،جِس کی قسمت ،جسدِ پیغمبرؐ کا لمس
قبرِ اقدس ' جس کی خوشبو ' بے مثال و جاوداں

ذِکرِ مِیْلاد مُحمَّد رَسُول اللّٰہ صَلّی اللہ علیہ وَسَلّم

59
اَبانَ مَولِدُہ، عَنْ طِیْبِ عُنْصُرِہٖ
یَا طِیْبَ مُبْتَدَاٍ مِّنْہُ وَمُخْتَتَمِ

☆

(علامة اولیٰ)

60
یَوْمٌ تَفَرَّسَ فِیْہِ الْفُرْسُ اَنَّھُمْ
قَدْ اُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

ذکرِ میلادِ محمد رسول اللہ
صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم

59

آپؐ کی جائے ولادت ' بُوستانِ فصلِ گُل
قبر ہے پاکیزگی کا ' اور تعطّر کا جہاں

☆

پہلی علامت

60

جانتے تھے اہلِ فارس' آپؐ کی آمد کے ساتھ
اُن پہ اُترے گا مصیبت کا کوئی سنگِ گراں

(علامة ثانيه)

61
وَبَاتَ اِيْوَانُ كِسْرٰى وَهُوَ مُنْصَدِعٌ
كَشَمْلِ اَصْحَابِ كِسْرٰى غَيْرَ مُلْتَئِمِ

☆

(علامة ثالثة و رابعة)

62
وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ
عَلَيْهِ وَالنَّهَرُ سَاهِى الْعَيْنِ مِنْ سَدَمِ

دوسری علامت

61

کاخِ و قصرِ شاہِ ساسانی ' سپردِ انہدام
لشکرِ کسریٰ ' رہینِ انتشارِ جاوداں

☆

تیسری اور چوتھی علامت

62

سو گیا ' درماندہ رَہرو کی طرح ' آبِ فرات
بُجھ گئی ' آتش کدوں کی ' آتشِ شعلہ فشاں

63

وَسَاءَ سَاوَةَ انْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا
وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِيْنَ ظَمِ

☆

64

كَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَآءِ مِنْ بَلَلٍ
حُزْناً وَّبِالْمَاءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمِ

☆

65

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَةٌ
وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنًى وَّمِنْ كَلِمِ

☆

66

عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَآئِرِلَمْ
تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْاِنْذَارِلَمْ تُشَمِ

63

ہو گیا دریائے ساوہ خشک ' اور ساحل کے پاس
چیخ اُٹھے تشنگی سے ، مضطرب تشنہ لباں

☆

64

التہابِ رنج و غم میں ، نم ہوئی پانی سے آگ
گرمیٔ آتش سے ' پانی ہو گیا خُشک و تپاں

☆

65

جگمگایا نُور اور گونجی صدا جِناّت کی
اور باطل کے مقابل ' حق ہوا جلوہ کُناں

☆

66

کِس طرح ' حرفِ بشارت کو ' کوئی بہرہ سُنے
کِس طرح ' دیکھے کوئی اندھا ' دہکتی بجلیاں

67

مِنْ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ

بِاَنَّ دِيْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ

☆

68

وَبَعْدَ مَا عَايَنُوْا فِي الْاُفُقِ مِنْ شُهُبٍ

مُنْقَضَّةٍ وَّفْقَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ صَنَمِ

☆

69

حَتّٰى غَدَا عَنْ طَرِيقِ الْوَحْيِ مُنهَزِمٌ

مِّنَ الشَّيَاطِيْنِ يَقْفُوْ اِثْرَ مُنهَزِمِ

☆

70

كَاَنَّهُمْ هَرَبًا اَبْطَالُ اَبْرَهَةٍ

اَوْعَسْكَرٌ بِالْحَصٰى مِنْ رَّاحَتَيْهِ رُمِ

67

منکرینِ بے بَصَر' بہرے بھی تھے' ورنہ اُنہیں
مرگِ باطل کی سُنائی' کاہنوں نے داستاں

☆

68

سنگ بن کر' گرتے جاتے تھے شیاطیں پر شہاب
سَر نِگوں تھا ہر صنم اور ختم تھا عہدِ بُتاں

☆

69

لشکرِ ابلیس بھاگا' جادۂ الہام سے
کیا ہلاکت خیز تھا وہ سنگ باری کا سماں

☆

70

لشکرِ شیطان تھا' مثلِ سپاہِ اَبْرَہَہ
جو ہلاکِ سنگ ریزہ تھی وہ فوجِ دُشمناں

در بیان معجزات

71

نَبْذاً بِهٖ بَعْدَ تَسْبِيْحٍ بِبَطْنِهِمَا
نَبْذَا الْمُسَبِّحِ مِنْ اَحْشَآءِ مُلْتَقِمٖ

☆

72

جَآءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِيْ اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلاَ قَدَمٖ

☆

معجزات کے بیان میں

71

معجزہ تھا بطنِ ماہی سے نکلنے کی طرح
آپؐ نے پھینکیں جو دشمن پر مُسَبِّح کنکریاں

☆

72

اِک اشارے سے بُلایا آپؐ نے اور دفعتاً
آپؐ کی جانب چلے اشجار بھی سجدہ کناں

☆

73

كَانَّمَا سَطَرَتْ سَطْرً الِّمَا كَتَبَتْ

فُرُوْعُهَا مِنْ م بَدِيْعِ الْخّطِ فِیْ اللَّقَمِ

☆

74

مِثْلُ الْغَمَامَةِ اَنّیٰ سَارَ سَائِرَةً

تَقِيْهِ حَرَّ وَطِيْسٍ لِلّهَجِيْرِ حَمِیْ

☆

75

اَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقّ اِنَّ لَهٗ

مِنْ قَلْبِهِ نِسْبَةً مَّبْرُوْرَةَ الْقَسَمِ

(73)

کھینچتے خطِ حسیں، کچھ اِس طرح آئے شجر
جِس طرح آیا ہو، اہلِ حُسن کا اک کارواں

☆

(74)

ریگزاروں کی دہکتی دُھوپ میں، ہر گام پر
ہمسفر تھا آپؐ کا، اِک سایہء ابرِ رواں

☆

(75)

وہ قمر جو شق ہُوا اُس کی قسم کھاتا ہوں میں
مَنبعِ نُورِ قمر تھا، قلبِ شاہِ دوجہاںؐ

در بیانِ هجرت

76

وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ
وَكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِىْ

☆

77

فَالصِّدْقُ فِىْ الْغَارِ وَالصِّدِيْقُ لَمْ يَرِمَا
وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَرِمِ

☆

ہجرت کے بیان میں

76

کِس طرح ، نُورِ نبیؐ کو چشمِ باطل دیکھتی
غار ٹھہرا صاحبِ خیر وکرمؐ کا پاسباں

☆

77

آپؐ اور صدیقِ اکبرؓ غار میں موجود تھے
چل دیئے کُفّار یہ کہہ کر : "نہیں کوئی یہاں"

☆

78
ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوْتَ علیٰ
خَيْرِ الْبَرِيَّة لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تحُمِ

☆

79
وِقَايَةُ اللهِ اَغْنَتْ عَنْ مُّضَاعَفَةٍ
مِّنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمِ

☆

رسالتِ عامه

80
مَاسَامَنِی الدَّهْرُ ضَیْماً وَّاسْتَجَرْتُ بِهٖ
اِلَّا وَنِلْتُ جِوَاراً مِّنْهُ لَمْ يُضَمِ

78

"غار کے اندر گیا کوئی نہیں" سمجھے عدُو
دیکھ کر مکڑی کا جالا' فاختہ کا آشیاں

☆

79

اُن کو قلعوں اور فصیلوں کی ضرورت ہی نہ تھی
جب حفاظت کے لئے اللہ کا تھا سائباں

☆

رسالتِ عامہ

80

میں نے دی آواز' اور مجھ کو بچایا آپؐ نے
جب کبھی مجھ پر ستم کرنے لگے' اہلِ جہاں

81

وَلاَ الْتَمَسْتُ غِنَى الدَّارَيْنِ مِنْ يَّدِهٖ
اِلاَّ اسْتَلَمْتُ النَّداى مِنْ خَيْرِ مُسْتَلَمٖ

☆

82

لاَ تُنْكِرِ الْوَحْىَ مَنْ رُّوياهُ اِنَّ لَه‘
قَلْبًا اِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ لَمْ يَنَمٖ

☆

83

فَذَاكَ حِيْنَ بُلُوْغٍ مِّنْ نُّبُوَّتِهٖ
فَلَيْس يُنْكَرُ فِيْهِ حَالُ مُحْتَلَمٖ

☆

84

تَبَارَكَ اللهُ مَا وَحْیٌ بِمُكْتَسَبٍ
وَّلاَ نَبِیٌّ عَلٰی غَيْبٍ بِمُتَّهَمٖ

81

دین مانگا تھا نہ دُنیا اور کیا کیا مل گیا

کس قدر ہے آپؐ کا دَستِ سخا بھی مہرباں

☆

82

صرف خوابِ چشم سے ' الہام کا مُنکر نہ ہو

اُنؐ کے دل کو ہیں مُیسّر ' نیند میں بیداریاں

☆

83

نیند میں الہام تھا ' گویا نبوّت کا بلوغ

خوابِ طفلِ مُحتَلم جیسے جوانی کا نشاں

☆

84

وَحی اور الہام ' ہرگز مُکتسَب ہوتا نہیں

اور اللہ کا نبی ہوتا ہے سچّا غیب داں

فریادی

85

كَمْ اَبْرَاَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُه'
وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِّنْ رِّبْقَةِ اللَّمَمِ

☆

86

وَاَحْيَتِ السَّنَةَ الشَّهْبَآءَ دَعْوَتُه'
حَتّٰى حَكَتْ غُرَّةً فِى الْاَعْصُرِ الدُّهُمِ

☆

ایک فریادی کی امداد

85

اُن کے لمسِ دست سے بیمار اَچھّے ہو گئے

ہو گئی چھونے سے ' چارہ سازیٔ آشفتگاں

☆

86

گلستاں بنتے گئے اُنؐ کی دُعا سے ریگزار

جگمگا اُٹھّیں ' شبِ دیجور کی تاریکیاں

☆

87

بِعَارِضٍ جَادَ اَوْخِلْتَ الْبِطَاحَ بِهَا

سَيْبًا مِّنَ الْيَمِّ اَوْسَيْلاً مِّنَ الْعَرِمِ

☆

88

دَعْنِىْ وَوَصْفِىَ اٰيَاتٍ لَّهٗ ظَهَرَتْ

ظُهُوْرَ نَارِ الْقِرىٰ لَيْلاً عَلىٰ عَلَمِ

☆

89

فَالدُّرُّ يَزْدَادُ حُسْنًا وَّهْوَ مُنْتَظِمٌ

وَلَيْسَ يَنْقُصُ قَدْرًا غَيْرَ مُنْتَظِمِ

☆

90

فَمَا تَطَاوَلَ اٰمَالُ الْمَدِيْحِ اِلٰى

مَا فِيْهِ مِنْ كَرَمِ الْاَخْلَاقِ وَالشِّيَمِ

87

قحط کی ماری زمیں پر 'ابر' برسا اِس طرح
جس طرح دریا بہ دریا ہو' کوئی سیلِ رواں

☆

88

اِس طرح روشن ہیں سب اوصاف اُنؐ کے جس طرح
آتشِ مہماں ہو' شب کو' کوہ پر جلوہ فشاں

☆

89

دُرِّ سُفتہ سے یقیناً ہار کا بڑھتا ہے حُسن
دُرِّ ناسُفتہ کا لیکن کچھ نہیں ہوتا زیاں

☆

90

آرزوئے مدحِ پیغمبرؐ تو ہے تجھ کو مگر
اُنؐ کے اخلاقِ حمیدہ کا ہے اندازہ کہاں

اوصافِ حُضورِ اقدس ﷺ

از قرآنِ پاک

91
اٰیَاتُ حَقٍّ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثَةٌ
قَدِیْمَةٌ صِفَةُ الْمَوْصُوْفِ بِالْقِدَمِ

☆

92
لَمْ تَقْتَرِنْ بِزَمَانٍ وَّهِیَ تُخْبِرُنَا
عَنِ الْمَعَادِ وَعَنْ عَادٍ وَّعَنْ اِرَمِ

☆

حضورِ اقدس ﷺ کے اوصاف

از قرآن پاک

91

عرش سے نازل ہوئیں، قرآن کی آیاتِ حق
بھیجنے والا ہے اُن کا، خالقِ کون ومکاں

☆

92

اِن قدیم آیات میں ہے روزِ محشر کی خبر
اور اِن میں درج ہے، عاد و ارم کی داستاں

☆

93

دَامَتْ لَدَيْنَا فَفَاقَتْ كُلَّ مُعْجِزَةٍ

مِّنَ النَّبِيِّيْنَ اِذْ جَآءَتْ وَلَمْ تَدُمِ

☆

94

مُحَكَّمَاتٌ فَمَا يُبْقِيْنَ مِنْ شُبَهٍ

لِّذِىْ شِقَاقٍ وَّلَا يَبْغِيْنَ مِنْ حَكَمِ

☆

95

مَا حُوْرِبَتْ قَطُّ اِلاَّ عَادَ مِنْ حَرَبٍ

اَعْدَى الْاَعَادِىْ اِلَيْهَا مُلْقِىَ السَّلَمِ

☆

96

رَدَّتْ بَلَاغَتُهَا دَعْوٰى مُعَارِضِهَا

رَدَّ الْغَيُوْرِ يَدَا لْجَانِىْ عَنِ الْحَرَمِ

93

معجزہ قرآن کا، قائم بھی ہے، دائم بھی ہے
معجزے ہیں انبیاء کے ایک بھولی داستاں

☆

94

قدرتِ تحکیم ہے، ہر آیتِ قرآن میں
فیصلہ کرنے کی خاطر، حاجتِ منصف کہاں

☆

95

تھے نہ قرآں کے مقابل، اَفصح اللسّان بھی
چیخ اُٹھے غیظ میں، یا ہوگئے سجدہ کُناں

☆

96

یُوں مقابل کو ہٹاتی ہے بلاغت، جِس طرح
دستِ نامحرم جھٹک دے، کوئی عورت ناگہاں

97

لَهَا مَعانٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فِیْ مَدَدٍ
وَفَوْقَ جَوْهَرِهٖ فِی الْحُسْنِ وَالْقِیَمِ

☆

98

فَمَا تُعَدُّوَلَا تُحْصٰی عَجَآئِبُهَا
وَلَا تُسَامُ عَلَی الْاِكْثَارِ بِالسَّاَمِ

☆

99

قَرَّتْ بِهَا عَیْنُ قَارِیْهَا فَقُلْتُ لَهٗ
لَقَدْ ظَفِرْتَ بِحَبْلِ اللّٰهِ فَاعْتَصِمِ

☆

100

اِنْ تَتْلُهَا خِیْفَةً مِّنْ حَرِّنَارِ لَظٰی
اَطْفَأتَ حَرَّ لَظٰی مِنْ وِّرْدِهَا الشَّبِمِ

97

آیتوں میں ہیں معانی، جیسے دریاؤں میں موج
موتیوں سے آیتیں ہیں قدر و قیمت میں گراں

☆

98

آیتوں کے ہیں عجائب اور معانی بے شمار
کیوں شمارِ وصف و معنیٰ ہو، طبیعت پر گراں

☆

99

آنکھ میں ٹھنڈک تلاوت کی ہے اور رکھتا ہوں مَیں
حَبلِ اللہ تھام کر، دنیا میں ہو جا کامراں

☆

100

آیتیں جو خوفِ دوزخ سے پڑھے، اُس کے لیے
سرد ہے نارِ لَظیٰ کا شعلہ، آتش فشاں

101

كَأَنَّهَا الْحَوضُ تَبْيضُّ الْوُجُوْهُ بِهِ
مِنَ الْعُصَاةِ وَقَدْ جآءُ وْهُ كَالْحُمَمِ

102

وَكَالصِّرَاطِ وَكَالْمِيْزَانِ مَعْدِلَةً
فَالْقِسْطُ مِنْ غَيْرِهَا فِى النَّاسِ لَمْ يَقُمِ

☆

103

لاَ تَعْجَبَنْ لِحَسُوْدٍ رَّاحَ يُنْكِرُهَا
تَجَاهُلاً وَّهْوَ عَيْنُ الْحَاذِقِ الْفَهِمِ

☆

104

قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْ ءَ الشَّمْسِ مِنْ رَّمَدٍ
وَّيُنْكِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمآءِ مِنْ سَقَمِ

101

گردِ عصیاں آیتوں کے آبِ کوثر سے دُھلی
رُوسیاہوں کی جبیں ہے مثلِ خورشید جہاں

☆

102

عدل کی میزان قرآں ' اور قرآں پُل صراط
اور نہ ہو قرآن تو انصاف ہے ممکن کہاں

☆

103

مُسترد کرتے ہیں دانستہ ' وہ قرآن و رسُولؐ
خُود ہیں مائل بَر تجاہل ' مُنکرینِ بد گماں

☆

104

کیا نظر آئے گا سورج ' ہو اگر آشوبِ چشم
ذائقہ بیمار کو ' پانی میں ملتا ہے کہاں

105

يَاخَيْرَ مَنْ يَّمَّمَ الْعَافُوْنَ سَاحَتَهُ
سَعْيًا وَّفَوْقَ مُتُوْنِ الْاَيْنُقِ الرُّسُمِ

☆

واقعهء معراج

106

وَمَنْ هُوَ الْاٰيَةُ الْكُبْرٰى لِمُعْتَبَرٍ
وَّمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى لِمُغْتَنِمِ

☆

105

اے سخیؐ! پہنچے ترے در پر، وہ حاجت مند بھی

ڈھونڈتے آئے ہیں جو، ناقہ پہ تیرا آستاں

☆

واقعۂ معراج

106

آیتِ کُبریٰ، بہ چشمِ اہلِ حیرت، ذاتِ پاکؐ

نعمتِ عُظمیٰ، بہ چشمِ دانشِ دیدہ وراں

☆

107

سَرَيْتَ مِنْ حَرَمٍ لَّيْلاً اِلٰى حَرَمٍ

كَمَا سَرَى الْبَدْرُ فِى دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

☆

108

وَبِتَّ تَرْقٰى الى اَنْ نِّلْتَ مَنْزِلَةً

مِنْ قَابَ قَوْسَيْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

☆

109

وَقَدَّ مَتْكَ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَآءِ بِهَا

وَالرُّسُلِ تَقْدِيْمِ مَخْدُوْمٍ عَلٰى خَدَمِ

☆

110

وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ

فِىْ مَوْكَبٍ كُنْتَ فِيْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

107

تھی حرم سے تا حرم، وہ آپؐ کی کیا سیرِ شب

ماہِ کامل جس طرح، کرتا ہے سیرِ آسماں

☆

108

وہؐ شبِ معراج پہنچے، اُس بلندی پر جہاں

ہو نہیں سکتا جہانِ آرزو بھی پَر فشاں

☆

109

ذاتِ اقدسؐ، فرشِ اَقصیٰ پر، امامت کے لئے

صف بہ صف تھا اَنبیاء کا اک ہجومِ بے اماں

☆

110

ہفت طبقاتِ سماوی، آپؐ کے زیرِ قدم

آپؐ کے پرچم کے نیچے، اک سپاہِ قُدسیاں

111

حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاوًّ الْمُسْتَبِقٍ
مِنَ الدُّنُوِّ وَلَاَ مَرْقًا لِّمُسْتَنِمٍ

☆

112

خَفَضْتَ کُلَّ مَقَامٍ بِالْاِضَافَۃِ اِذْ
نُوْدِیْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمٍ

☆

113

کَیْمَا تَفُوْزَ بِوَصْلٍ اَیِّ مُسْتَتِرٍ
عَنِ الْعُیُوْنِ وَسِرٍّ اَیِّ مُکْتَتِمٍ

☆

114

فَحُزْتَ کُلَّ فِخَارٍ غَیْرَ مُشْتَرَكٍ
وَجُزْتَ کُلَّ مَقَامٍ غَیْرَ مُزْدَحَمٍ

111

آپؐ کے پاؤں تلے تھا اِک مقامِ نارسا
اِک بلندی کا سفر تھا' آسماں در آسماں

☆

112

ارتقاعِ مرتبہ میں' آپؐ ہیں اپنا جواب
رُتبہء عالی میں کوئی' آپؐ کا ثانی کہاں

☆

113

وصل کا اِک جلوہء بیتاب تھا اُنؐ کے لیے
مُنکشف تھا' اُنؐ کی ذاتِ پاک پر سرِّ نہاں

☆

114

وہ جہانِ رفعت و عظمت' جہاں پہنچے تھے آپؐ
وہ مقامِ منفرد' کب تھا نصیبِ دیگراں

115

وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّيتَ مِنْ رُّتَبٍ

وَّعَزَّ اِدْرَاكُ مَا اُوْلِيْتَ مِنْ نِّعَمٍ

☆

116

بُشْرٰى لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا

مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْناً غَيْرَ مُنْهَدِمٍ

☆

117

لَمَّا دَعَى اللهُ دَاعِيْنَا لِطَاعَتِهٖ

بِاَكْرَمِ الرُّسُلِ كُنَّا اَكْرَمَ الْاُمَمِ

☆

(115)

اے سراپا شان و عظمت! فہمِ آدم سے ہے دور
آپؐ پر نازل ہوئی جو نعمتِ ربّ جہاں

☆

(116)

ہو بشارت اے مسلمانو! کہ اک پختہ ستون
صُورتِ ذاتِ گرامیؐ، ہے ہمارے درمیاں

☆

(117)

ہیں گروہِ انبیاء میں آپؐ، اکرم الرّسُل
اور اکرم الاُمَم ہے یہ ہجومِ عاشقاں

☆

غزوات

118

رَاعَتْ قُلوْبَ الْعِدیٰ اَنْبآءُ بعْثَتِهِ

كَنَبْاَةٍ اَجْفَلَتْ غُفْلاً مِّنَ الْغَنَمِ

☆

119

مَازَالَ يَلْقَاهُمَّ فِیْ كُلِّ مُعْتَرَكٍ

حَتّیٰ حَكَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلٰی وضَمِ

☆

غزوات

118

آپ کی بعثت سے یُوں لرزے ہیں اَعداء کے قلُوب
ڈر کے بھاگیں جِس طرح، صَوتِ اَسد سے بکریاں

☆

119

تختۂ قصّاب پر لحمِ بُریدہ، جِس طرح
کٹ گری یُوں رزم گاہوں میں سپاہِ دُشمناں

☆

120

وَدُّوْا الْفِرَارَ فَكَادُوْا يَغْبِطُوْنَ بِهٖ
اَشْلَاءَ شَالَتْ مَعَ الْعِقْبَانِ وَالرَّخَمِ

☆

121

تَمْضِى اللَّيَالِىْ وَلَا يَدْرُوْنَ عِدَّتَهَا
مَالَمْ تَكُنْ مِّنْ لَّيَالِى الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ

☆

122

كَاَنَّمَا الدِّيْنُ ضَيْفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ
بِكُلِّ قَرْمٍ اِلٰى لَحْمِ الْعِدٰى قَرِمِ

☆

123

يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيْسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ
تَرْمِىْ بِمَوْجٍ مِّنَ الْاَبْطَالِ مُلْتَطِمِ

(120)

ہیبتِ شمشیرِ مُسلم سے، یہ کہتے تھے عدُو

پنجۂ شاہیں میں ہے، جِسم بُریدہ کو اماں

☆

(121)

کس قدر کفّار کے لشکر میں تھا خوف و ہراس

مُنتظر رہتے تھے وہ، اشہر حرم کے جاوداں

☆

(122)

دین کا مہماں گھر آیا، کیسے سرداروں کے ساتھ

خُونِ کافر سے جو ہوتے تھے ہمیشہ شادماں

☆

(123)

اہلِ حق تھے ایک دریائے عساکر کی طرح

موجِ طوفاں کی طرح بڑھتے رہے تیر و سناں

124

مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰهِ مُحْتَسِبٍ
يَسْطُوْ بِمُسْتَاصِلٍ لِّلْكُفْرِ مُصْطَلِمٍ

☆

125

حَتّٰى غَدَتْ مِلَّةُ الْاِسْلَامِ وَهْىَ بِهِمْ
مِّنْ بَعْدِ غُرْبَتِهَا مَوْصُوْلَةَ الرَّحِمِ

☆

126

مَكْفُوْلَةً اَبَداً مِّنْهُمْ بِخَيْرِ اَبٍ
وَخَيْرِ بَعْلٍ فَلَمْ تَيْتَمْ وَلَمْ تَئِمِ

☆

127

هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مُّصَادِ مَهُمْ
مَاذَارَاٰى مِنْهُمُ فِىْ كُلِّ مُصْطَدَمِ

124

تھا اُمیدِ اجر پر، ہر اک مجاہد مُنتَدَب

اصطلامِ کُفر کی خاطر تھی جُہدِ بے اماں

☆

125

ملّتِ اسلام کا آغاز غُربت تھا مگر

ہر طرف ہے اب اقارب کا ہجومِ بیکراں

☆

126

اَبویت اور بَعلیت بے مثل و یکتا آپؐ کی

تا اَبد محفوظ ہے، یہ ملّتِ اِسلامیاں

☆

127

ہر مجاہد قائم و دائم، پہاڑوں کی طرح

رزم گاہوں سے سُنو، اُن کی شجاعت کا بیاں

128

فَسَلْ حُنَيْناً وَّسَلْ بَدْ رًاوسَلْ اُحُداً

فُصُوْلَ حَتْفٍ لَّهُمْ اَدهىٰ مِنَ الْوَخَمِ

☆

129

اَلْمُصْدِرِى الْبِيْضِ حُمْراً بَعْدَ مَاوَرَدَتْ

مِنَ الْعِدٰى كُلَّ مُسْوَدٍّ مِّنَ اللِّمَمِ

☆

130

وَالْكَاتِبِيْنَ بِسُمْرِ الْخَطِّ مَاتَرَكَتْ

اَقْلاَ مُهُمْ حَرْفَ جِسْمٍ غَيْرَ مُنْعَجَمِ

☆

131

شَاكِى السِّلاَحِ لَهُمْ سِيْمَا تُمَيِّزُهُمْ

وَالْوَرْدُ يَمْتَازُ بِالسِّيْمَا مِنَ السَّلَمِ

128

سُن کبھی ذکرِ حُنین و بدر اور ذکرِ اُحُد
کافروں پر تھے، وہ ایّامِ بَلا کتنے گراں

☆

129

کر کے ہر اک دشمنِ اسلام کے سر کو دو نیم
خُونِ احمر پی گئی، تیغِ سفیدِ عاشقاں

☆

130

نقش تھا دشمن کے اوراقِ بدن پر زخم زخم
سب حروفِ جسم پر تھا، نقطہء تیر و سناں

☆

131

یُوں مُسلّح تھے صحابہؓ، اس قدر ذیشان تھے
جیسے کانٹوں میں گلابِ سُرخ ہو جلوہ کناں

132

يُهْدِیْ اِلَیْكَ رِیَاحَ النَّصرِ نَشْرَ هُم‘

فَتَحْسَبُ الْوَرْدَ فِیْ الْاَكْمَامِ كُلَّ كَمِ

☆

133

كَاَنَّهُمْ فِیْ ظُهُوْرِ الْخَیْلِ نَبْتُ رُبًا

مِّنْ شِدَّةِ الحَزْمِ لَا مِنْ شِدَّةِ الحَزْمِ

☆

134

طَارَتْ قُلُوْبُ الْعِدٰی مِنْ بَاسِهِمْ فَرَقًا

فَمَا تُفَرِّقُ بَیْنَ الْبَهْمِ وَالْبُهَمِ

☆

135

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللهِ نُصْرَتُه‘

اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِیْ اٰجَا مِهَاتَجِمِ

132

بادِ نُصرت میں نہاں خُوشبو زِرہ پوشوں کی تھی

جس طرح گُل کا بدن ہو، غُنچہ ء گُل میں نہاں

☆

133

اَسپ پر وہ یُوں تھے، جیسے سنگ پر رُوئیدگی

گھاس کا گھّا جمے گا، رخش پر آخر کہاں

☆

134

خوف اتنا تھا اگر بکری کا بچّہ دیکھتے

دل میں کہتے تھے عدُو: "ہے شہسوارِ نوجواں"

☆

135

استعانت ہو جسے حاصل رسولِ پاکؐ کی

اُس کے آگے شیر ہو جائے نہ کیوں سجدہ کناں

136

وَلَنْ ترٰى مِنْ وَّلِیّ غَیْرَ مُنْتصِرٍ

بِہٖ وَلاَ مِنْ عَدُوٍّ غَیْرَ مُنْقَصِمٖ

☆

137

اَحَلَّ اُمَّتَہ، فِیْ حِرزِ مِلَّتِہٖ

کَاللَّیْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِیْ اَجَمٖ

☆

138

کَمْ جَدَّلَتْ کَلِمَاتُ اللّٰہِ مِنْ جَدَلٍ

فِیْہِ وَکَمْ خَصَّمَ الْبُرْھَانُ مِنْ خَصِمٖ

☆

139

کَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِیْ الْاُمِّیِّ مُعْجِزَۃً

فِیْ الْجَاھِلِیَّۃِ وَالتَّادِیْبِ فِیْ الْیُتُمٖ

136

کامراں ہے، جس کو حاصل ہے تقرّب آپؐ کا

دشمنِ بے دین ہوگا، خستہ حال و خستہ جاں

☆

137

ہے حصارِ دیں میں یوں مامون اُمت آپؐ کی

ہوں مع الاشبال جیسے شیر غاروں میں نہاں

☆

138

مِل گئے ہیں خاک میں سمجھے نہ، جو شانِ نبیؐ!

چھا گئے ہیں معجزاتِ صاحبِ کون و مکاںؐ

☆

139

آپؐ اُمّی تھے مگر تبلیغ میں تھی شانِ عِلم

آپؐ کا وہ عِلم بھی اِک معجزہ ہے بے گماں

عرضِ شفاعت

بروئے

رحمة للعالمین ﷺ

140

خَدَمْتُه، بَمَدِیْحٍ اَسْتَقِیْلُ بِهٖ
ذُنُوْبَ عُمْرٍ مَّضٰی فِی الشّعْرِ وَالْخِدَمِ

☆

7

اِذْ قَلَّدَانِیَ مَا تُخْشٰی عَوَاقِبُه،
کَاَنَّنِیْ بِهِمَا هَدْیٌ مِّنَ النَّعَمِ

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے

رحم و سفارش کی استدعا

اور قصیدہ لکھنے کا مقصد

140

عفو و رحمت کی طلب ہے، اُنؐ کی مدحت کے طفیل
عُمر شاہوں کے قصائد میں ہوئی ہے رائیگاں

☆

141

خدمتِ شاہاں سے، میری زندگی ہے مثلِ عیس
جانبِ مقتل لئے جاتا ہے، جِس کو ساربان

142

اَطَعْتُ غَيَّ الصِّبَا فِي الْحَالَتَيْنِ وَمَا
حَصَّلْتُ اِلاَّ عَلَى الْاٰثَامِ وَالنَّدَمِ

☆

143

فَيَا خَسَارَةَ نَفْسِيْ فِيْ تِجَارَتِهَا
لَمْ تَشْتَرِ الدِّيْنَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَسُمِ

☆

144

وَمَنْ يَّبِعْ اجِلاً مِّنْهُ بِعَاجِلِهِ
يَبِنْ لَّهُ الْغَبْنُ فِيْ بَيْعٍ وَّفِيْ سَلَمِ

☆

145

اِنْ اٰتِ ذِنْبًا فَمَا عَهْدِيْ بِمُنْتَقِضٍ
مِّنَ النَّبِيِّ وَلاَ حَبْلِيْ بِمُنْصَرِمِ

142

عُمر بھر مَیں شاہ و سُلطاں کا قصیدہ خواں رہا
اب ندامت اور گُنہ کا سَر پہ ہے بارِ گراں

☆

143

آہ! دنیا کی تجارت کے لئے چھوڑا ہے دِیں
لے کے آیا نَفسِ اَمارہ ' سرِ شہرِ زِیاں

☆

144

عیشِ دنیا کے لیے ' جو آخرت کو بیچ دے
کس قدر اُس شخص کا ہوتا ہے نقصانِ گراں

☆

145

ہوں تو عاصی ' پَر نہیں عہدِ اطاعت کو شکست
ہے مری حَبلِ عقیدت ' ٹُوٹنے والی کہاں

146

فَانَّ لِیْ ذِمَّةً مِّنْهُ بِتَسْمِیَتِیْ

مُحَمَّدًا وَّھُوَا اَوْفَی الْخَلْقِ بِالذِّمَمْ

☆

147

اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ مَعَادِیْ اٰخِذًا بِیَدِیْ

فَضْلاً وَّاِلاَّ فَقُلْ یَازَلَّةَ الْقَدَمِ

☆

148

حَاشَاهُ اَنْ یُّحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَه‘

اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَیْرَ مُحْتَرَمِ

☆

146

نام ہے میرا محمدؐ آپؐ کا اسمِ کریم

سر پہ میرے، امن و راحت کا ہے گویا سائباں

☆

147

موت کی دہلیز پر، جس وقت بھی پہنچوں گا مَیں

ذوقِ ہمنامی سے ہوں گے، آپؐ مجھ پر مہرباں

☆

148

در سے خالی آ نہیں سکتا، کوئی امیدوار

ذاتِ اقدس آپؐ کی، جُود و کرم کا آسماں

☆

اُمیدِ کرم

بحضور حُضورِ اکرم ﷺ

149

وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْکَارِیْ مَدَائِحَه'

وَجَدْتُّه' لِخَلَاصِیْ خَیْرَ مُلْتَزِمٖ

☆

150

وَلَنْ یَّفُوْتَ الْغِنٰی مِنهُ یَدًا تَرِبَتْ

اِنَّ الْحَیَا یُنْبِتُ الْاَزْهَارَ فِی الْاَکَمٖ

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے بابِ کرم سے اُمید

149

جب سے ذَوقِ نعت گوئی ہے شعُور وفِکر میں
مَیں سمجھتا ہوں کہ مجھ کو مِل گئی جائے اَماں

☆

150

موسمِ باراں میں کِھلتے ہیں چٹانوں پر بھی پھُول
اُن کے دَر سے زر بکف آئے گا دستِ مُفلساں

151

وَلَمْ اُرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْيَا الَّتِی اقْتَطَفَتْ
یَدَا زُهَیْرٍ بِمَا اَثْنیٰ عَلیٰ هَرِمٖ

☆

152

یَااَکْرَمَ الْخلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمٖ

☆

153

وَلَنْ یَّضِیْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِی
اِذَا الْکَرِیْمُ تَجَلّٰی بِاسْمِ مُنْتَقِمٖ

☆

154

فَاِنَّ مِنْ جَوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمٖ

151

حرفِ توصیفِ ہَرِم سے صاحبِ ثَروت زُہَیر

خواہشِ انعامِ مدحت' میرے دل میں ہے کہاں

☆

152

اکرم الخلق آپؐ ہیں اور آپؐ ہیں میرے لئے

ہر مصیبت میں نگہباں' مہرباں اور پاسباں

☆

153

مجھ پہ ہوگا' آپؐ کی رحمت کا سایہ' روزِ حشر

اور بہ اسمِ مُنتقِم' ہوگی تجلّی پَر فشاں

☆

154

یہ وجودِ دُنیا و عُقبیٰ' نبیؐ کا ہے کرم

جُزوِ علمِ مصطفےؐ' لَوح و قلم کی داستاں

نا اُمیدیء نفس

155

يَانفْسُ لَا تَقْنَطِىْ مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ
اِنَّ الْكَبَائِرَ فِى الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ

☆

156

لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّىْ حِيْنَ يَقْسِمُهَا
تَاْتِىْ عَلٰى حَسَبِ الْعِصْيَانِ فِى الْقِسَمِ

☆

157

يَارَبِّ وَاجْعَلْ رَجَائِىْ غَيْرَ مُنْعَكِسٍ
لَدَيْكَ وَاجْعَلْ حِسَابِىْ غَيْرَ مُنْخَرِمِ

نفس کی نااُمیدی کے رَدّ میں

155

اے مرے دل! بارِ عصیاں سے نہ یُوں مایوس ہو
اُس کی رحمت اور عطا کے ہیں سمندر بیکراں

☆

156

رحمتیں تقسیم جب ہوں گی، تو یہ امکان ہے
بارِ عصیاں کے برابر اُس کی رحمت ہو عیاں

☆

157

اپنی رحمت سے نہ کر محروم یارب! روزِ حشر
ہو مرے سر پر بھی، تیری مغفرت کا سائباں

158

وَالْطُفْ بِعَبْدِكَ فِی الدَّارَیْنِ اِنَّ لَه'
صَبْرًا مَتٰی تَدْعُهُ الْاَهْوَالُ ینهَزِمِ

☆

دَرُود و سَلام

بروئے خیر الانام ﷺ

وآلِ واصحابِ کرام

159

وَائذَنْ لِّسُحْبِ صَلٰوةٍ مِنْكَ دَآئِمَةً
عَلَی النَّبِیِّ بِمُنْهَلِّ وَّمُنْسَجِمِ

☆

158

دنیا و عقبیٰ میں، مجھ پر، یاالٰہی! رحم کر

کانپ جاتا ہے مصیبت میں مرا قلبِ تپاں

☆

رسول اللہ ﷺ

اور آلِ رَسول ﷺ

واصحابؓ پر سَلام و دَرُود

159

یاالٰہی! یُوں نبیؐ پر ہوں کرم کی بارشیں

حشر تک جاری رہے، رحمت کا یہ سیلِ رواں

☆

160

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ
اَهْلِ التُّقٰى وَالنُّقٰى وَالْحِلْمِ وَالْكَرَمِ

☆

161

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِيْحُ صَبَا
وَاَطْرَبَ الْعِيْسَ حَادِى الْعِيْسِ بِالنِّغَمِ

☆

160

یا الٰہی! آل و اصحابِ نبیؐ پر ہو کرم
مُتّقی اور بَر گزیدہ ہیں، یہ ساری ہستیاں

☆

161

ہو کرم! یہ ساریاں نغمہ بلب ہیں جب تلک
جب تلک ہے مُرتعش، یہ بان کی شاخِ جواں

☆

گنجینہء معنی کا طلسم اُس کو سمجھئے
جو لفظ کہ غالب مرے اشعار میں آوے

مفاہیم و معانی

(قصیدہء بردہ کی ترتیبِ اشعار اور اشعار کے نمبر قصیدہء بردہ اور "سائبان" کے متن کے مطابق برقرار ہیں)

شعر نمبر1 سَلَم : پیلو کے درخت سے مشابہت رکھنے والے ایک درخت کا نام

ذِی سَلَم : 1- ایسی جگہ یا مقام جہاں سَلَم کے درخت بکثرت موجود ہوں

2- ذِی سَلَم ، عرب کے ایک خاص علاقے کا نام بھی ہے

شعر نمبر2 کاظمہ : 1- ایک شہر کا نام جو تا قیامت منوّر رہے گا۔

2- کاظمہ سے مراد گنبدِ خضریٰ ہے

اِضَم : ایک پہاڑ کا نام، جس پر حضورؐ اکثر جلوہ آراء ہوا کرتے تھے۔ یہ پہاڑ مدینہ منوّرہ کے قریب واقع ہے۔

شعر نمبر7 عَنَم : ایک درخت جس کا رنگ سُرخ ہوتا ہے اور جس کی شاخیں نرم و نازک ہوتی ہیں۔

بعض شارحین کے نزدیک، عَنّم سے مراد مہندی کا درخت ہے۔

شعر نمبر5 بان : سوہانجنہ کا درخت

MORINGA APTERA GAERTN

اِس درخت سے ایک دوا تیار کرنے کا ذکر کرتے ہوئے جالینوس نے لکھا ہے کہ اسے عرب درآمد کرتے تھے۔ اس کا پھل جسے شُوع کہا جاتا تھا۔ ایسی تجارتی جنس تھا جس کی بڑی مانگ تھی۔ اور جو فصل تیار ہونے

سے پہلے خرید لیا جاتا تھا اور اس کی قیمت پیشگی ادا کر دی جاتی تھی۔ اس کی لکڑی ہلکی پھلکی ہونے کے باعث خیموں کی بلّیوں کے لئے کار آمد تھی۔ بان کا بلند اور نازک قامت اور اس کی لکڑی کی نرماہٹ کی بناء پر، عرب شعراء اس کو نازک اندام اور دراز قامت عورت سے تشبیہہ دیتے تھے

اس کا پھل بہت سی طبّی ضرورتوں میں کام آتا تھا۔ اس کے بیجوں سے نکالا ہوا شفاف تیل، کئی جلدی امراض کے علاج میں استعمال کیا جاتا تھا۔ بان کا تیل، عطریات بنانے میں بہت استعمال ہوتا تھا۔

(دائرہ معارفِ اسلامیہ)

شعر نمبر 9 بنی عُذرہ : یمن میں ایک مشہور قبیلے کا نام اس قبیلے کے نوجوان، حسن و رعنائی میں بے مثال تھے، عشق میں اپنی جانیں قربان کر دیا کرتے تھے۔ اس قبیلے کی عورتیں باحیا اور پاکیزہ و پاک دامن ہوا کرتی تھیں۔ اصمعی کہتے ہیں، میں ایک مرتبہ، سیر کرتا ہوا اُس علاقے میں جا پہنچا، جہاں قبیلہ عُذرعہ رہتا تھا۔ میں نے دیکھا ایک پتھر ہے، جس پر یہ شعر لکھا ہوا ہے

ایا معشر العشاقِ باللّٰہ اخبروا
اذا شتد عشق بالفتی کیف یصنع

اے گروہِ اہلِ عشق! قسم تمہیں خدا کی مجھے اتنا بتا دو۔ اگر محبوب ستم ڈھائے تو عاشق کیا کرے۔

اصمعی کہتے ہیں۔ میں نے جوابِ آں غزل کے طور پر اس پتھر پر اُس شعر کے نیچے

یہ شعر لکھ دیا :

سره　　یکتم　　ثُمّ　　هواه　　یداری

یخشع　　و　　الامور　　کل　　فی　　ویصره

بے قراری اور حالتِ اضطراب میں صبر اختیار کرے۔ اور اپنے محبوب کی بے

نیازی اور تغافل سے ڈرتا رہے۔

اگلے روز، اصمعی کو پتھر پر یہ شعر لکھا ہوا نظر آیا :

الفتی　　قاتل　　والهوا　　یداری　　فکیف

یتقطع　　روحه　　یوم　　کل　　فی　　و

وہ عاشق، اپنے جذبات عشق کو کیسے چھپائے۔ کہ جسے حسن نے تہہ تیغ کیا ہو۔ اور

ہر لمحے جس کی رُوح، مقتل میں ہو۔

اصمعی نے اِس شعر کے جواب میں اُسی پتھر پر، یہ شعر رقم کیا :

لسرّه　　وکتما　　صبرا　　یطق　　لم　　اذا

انفع　　الموت　　سری　　شئی　　له　　فلیس

جب صبر وضبط کی طاقت موجود نہیں۔ تو عاشق کیلئے موت سے بہتر کوئی شے

نہیں۔ جب اصمعی تیسرے روز، اُس مقام سے گزرا تو دیکھا۔ ایک خوبصورت

نوجوان نے اس پتھر پر اپنا سر رکھا ہوا ہے اور وہ مر چکا ہے۔ اور پتھر پر دو تازہ اشعار

تحریر ہیں۔ جن کا مفہوم تھا کہ ہم نے آپ کا حکم سُنا۔ ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل

کی اور ہم مر گئے۔

شعر نمبر 13 نفس : نفس کی تحقیق میں بعض متکلمین کا مسلک تو یہ ہے کہ وہ جسد اور ہیکلِ محسوس ہے ، اور بعض کے نزدیک وہ اجسام اصلیہ باقیہ ہیں۔ جو ابتداء عمر سے منتہا عمر تک رہتے ہیں۔

ابنِ راوندی کہتے ہیں کہ نفس اِس قسم کے اجزاء کا نام ہے، جو قلب سے تجرّد میں نہیں آتے ،بلکہ وہ اجسامِ لطیفہ نورانی ہیں۔

متصوفین کے نزدیک ، نفس کے سات مراتب ہیں

(1) نفس ِ امارہ : یہ وہ ہے، جس کا میلانِ طبیعت مدنیہ کی طرف ہے ،اور یہ لذات و شہواتِ حسیہ کا حکم کرتا ہے اور قلب کو جہتِ سفلی کی طرف جذب کرتا ہے۔ یہ مبداء ہے حرص و شہوت کا اور حسد و غضب اور بخل کی بنیاد ہے۔

(2) دوسرا نفسِ لوامہ ہے۔ یہ نورِ قلب کے ساتھ منوّر ہوتا ہے۔ یہ قوتِ عاقلہ کا مطیع ہوتا ہے، یہ ندامت کا سرچشمہ ہے اور حرص و ہوس کا منبع۔

(3) تیسرا نفسِ مُطمئنہ ہے۔ یہ نورِ قلب کے ساتھ اتنا روشن ہوتا ہے کہ صفاتِ ذمیمہ سے صاف ہو کر اخلاقِ حمیدہ پیدا کرتا ہے۔

(4) چوتھا نفسِ ملہمہ ہے۔ یہ وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ الہامِ علم فرماتا ہے۔ اور تواضع و قناعت اور سخاوت کی استعداد بخشتا ہے۔ اِسی لئے وہ صبر و تحمل اور شکر کا سرچشمہ ہے۔

(5) پانچواں نفسِ راضیہ ہے۔ یہ وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہو کر اثر رضا فرماتا ہے۔ اور اسے منبعِ کرامت و اخلاص و ذکر بناتا ہے۔

(6) چھٹا نفسِ مرضیہ ہے۔ یہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں راضی رہتا ہے۔ اور عرفان اِسی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔

(7) ساتواں نفسِ صالحہ ہے۔ یہ وہ ہے جس میں اسرارِ الٰہی مُنکشف ہوتے ہیں اور یہ اُن اسرار کا امین ہوتا ہے۔

پہلا نفس : نفسِ کافرین وشیاطین وفاسقین ہے۔

دوسرا نفس : مومنین، غیر فاسقین کا ہے۔

تیسرا نفس : متعلین عالمین کا ہے۔

چوتھا نفس : معلین اور عالمین کا ہے

پانچواں نفس : اولیاء کرام کو حاصل ہوتا ہے۔

چھٹا نفس : عارفین کے لئے مخصوص ہے

ساتواں نفس : انبیاء ومرسلین کے لئے ہے۔

شعر نمبر 18 مطلب یہ ہے کہ اگر نفسِ امّارہ کو ابتداء سے ہی درست رکھا جائے، تو وہ قبولِ ہدایت کرلیتا ہے۔ جیسے شیر خوار کا دودھ دو سال کے اندر اندر آسانی سے چھڑایا جاسکتا ہے۔ اور اگر تین سال تک اُسے افراطِ محبت کی وجہ سے دودھ پلایا جائے۔ تو بچّے کے دل میں اس کا شوق اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ وہ چھوڑنا نہیں چاہتا بلکہ وہ سر مار مار کر ماں کو ہلکان کر دیتا ہے۔ یہی حال نفسِ امّارہ کا ہے، اگر آغاز میں اسے گناہوں سے نہ روکا جائے، تو حرصِ معصیت میں جوان ہو کر انسان کو ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے۔

شعر نمبر26 شاعر قولِ بلا عمل کے ضمن میں ذاتِ باری تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہے اور کہتا ہے میں نے ایسی باتیں کی ہیں جن پر میں خود عمل نہیں کرتا۔ یہ بات ایسے ہے، جیسے میں نے بانجھ عورت سے عقد کر لیا ہو۔

شعر نمبر40 شعر کا مفہوم یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام، دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم کی کتابِ علم کے نقطہ ہیں۔ یعنی وہ آپ کی حکمتوں کے دفتر کے اعراب یعنی زِیر و زَبر ہیں۔ مطلب یہ کہ جو علم اور حکمتیں آپ کو عطا ہوئی ہیں وہ اتنی وسیع ہیں کہ علم و حکمِ انبیاء کو اُن سے وہی نسبت ہے، جو نقطہ اور اعراب کو کتاب سے نسبت ہوتی ہے۔

شعر نمبر42 اِس شعر میں ایک لطیف اشارہ ہے اور یہ اشارہ اِس امر کی طرف ہے کہ حقیقتِ حُسن، عدم انقسام میں، مثل جوہرِ فرد کے ہے، اور غیر مُنقسم اس لئے کہا کہ حقیقتِ حسنِ مصطفیٰؐ کے حصص اور اجزاء نہیں کیئے گئے۔ بلکہ وہ تمام و کمال، آپؐ ہی کی ذاتِ اقدس پر منحصر رہے اور تمام عالم میں جو کچھ ہے وہ آپ کا پرتو اور ظِل ہے۔

لبِ لعل و خطِ سبز و رُخِ زیبا داری
حُسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضاداری
شیوہ و شکل و شمائل، حرکات و سکنات
آنچہ خُوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

جوہر: حکماء کے نزدیک جوہر پانچ ہیں۔

(1) ہیولیٰ (2) صورت (3) جسم (4) عقل (5) نفس

متکلمین کے نزدیک جوہر دو ہیں۔

اوّل : جوہر فرد، جو لایتجزیٰ ہوتا ہے۔

دوم : نفس

اس شعر میں، جوہر سے مراد، جوہرِ متکلمین ہے یعنی اصلِ حُسن اور مادّہ جو نا قابلِ انقسام ہے۔

شعر نمبر 46 اِس شعر میں، حضورؐ کے معجزاتِ عظیمہ کی طرف اشارہ ہے کہ اُن کا نام پاک، بوسیدہ اور مردہ ہڈّیوں میں بھی جان ڈال دیتا۔

واقعہ ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے حضورؐ کی دعوت کی اور بکری ذبح کی۔ حضرت جابرؓ کے بڑے صاجزادے نے چھوٹے بھائی سے کہا۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں ابّا جان نے بکری کس طرح ذبح کی۔ چنانچہ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو زمین پر لٹایا اور اُسے چھری سے ذبح کر دیا۔ جب ان کی والدہ کو اس واقعے کا علم ہوا تو وہ رونے پیٹنے لگ گئی۔ بڑا صاجزادہ گھبرایا کہ شاید بہت بڑی غلطی ہوگئی۔ وہ چھت پر چڑھ گیا۔ ماں بھاگتی ہوئی پیچھے پیچھے چھت پر پہنچی۔ بڑے صاجزادے نے گھبرا کر، چھت سے چھلانگ لگا دی اور زمین پر گر کر جان دے دی۔

والدہ نے یہ المناک واقعہ دیکھ کر سوچا، اُدھر حضورؐ کی دعوت ہے، اِدھر یہ واقعہ ہے خیال آیا کہ حضورؐ کی دعوت کے مقابلے میں یہ واقعہ کچھ نہیں، صبر کر کے یہ واقعہ حضرت جابرؓ سے مخفی رکھا۔ اور دونوں بیٹوں

کی لاشوں کو چارپائی پر لٹا دیا۔ جب حضورؐ تشریف لائے اور کھانا چُن دیا گیا، تو جبریلِ امین حاضر ہوئے اور عرض کی، اللہ کا حکم ہے کہ آپؐ یہ کھانا جابر کے دونوں صاحبزادوں کی معیّت میں تناول فرمائیں۔ حضورؐ نے حضرت جابرؓ کو کہا۔ حضرت جابرؓ گھر کے اندر تشریف لے گئے، اور بیوی سے کہا۔ بیوی نے جواب دیا وہ دونوں اِس وقت موجود نہیں ہیں۔ حضرت جابرؓ نے حاضر ہو کر یہی عرض کیا۔ تو حضورؐ نے تاکید فرمائی، اُنہیں تلاش کر کے لایا جائے۔ حضرت جابرؓ نے بیوی سے حضورؐ کا اصرار ظاہر کیا۔ تو آپ مضطربانہ اُٹھیں اور حضرت جابرؓ کو دونوں لاشیں دکھادیں۔ حضرت جابر روتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حقیقتِ حال عرض کی۔ حضورؐ ابھی خاموش ہی تھے کہ جبریل حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے محبوب، ان دونوں کے حق میں دُعا فرمائیں آپ کی طرف سے دُعا ہے، ہماری طرف سے قبولیت۔ چنانچہ حضورؐ نے اُن کے زندہ ہونے کی دُعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کردیا۔ وہ اُٹھے اور حضورؐ کے ساتھ دستر خوان پر کھانا کھایا۔

شعر نمبر 47 حضورؐ نے ایسی چیزوں سے ہمارا امتحان نہ فرمایا، جن کے سمجھنے سے ہماری عقلیں عاجز آجاتیں اور تھک جاتیں۔ کیونکہ آپ کو ہماری اصطلاح مطلوب تھی، اس لئے ہم کسی حکم کے قبول میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کرسکتے اور احکام کی ایسی وضاحت فرمائی کہ اُن کے سمجھنے میں

ہم مُبتلائے وہم نہیں ہوئے اور نہ ایسی سختیاں ہم پر ڈالیں کہ اُن کی تعمیل سے ہم تھک جاتے۔

شعر نمبر 48 حضورؐ کے کمالاتِ ظاہری وباطنی اور حقیقتِ محمدی کے سمجھنے سے عالم عاجز آ گیا۔ صحابہ کرامؓ جو قریب ہیں وہ بھی اور عامہ ءاُمّت جو بعید ہیں وہ بھی۔ دونوں ساکت وعاجز ہیں۔

فیضی کا شعر ہے:

اُمّی و دقیقہ دانِ عالم

بے سایہ و سائبانِ عالم

شعر نمبر 56 حضورؐ جلالت وعظمت میں ایسے یگانہ ویکتا تھے، کہ ملنے والے کو یُوں محسوس ہوتا تھا، کہ اگرچہ حضورؐ تنہا ہیں۔ لیکن نظریوں آتا ہے کہ حضورؐ ایک زبردست لشکر میں جلوہ افروز ہیں۔

اِس شعر میں حضورؐ کی جلالت اور رعب ودبدبہ کا اظہار ہے۔

ابو جہل کے پاس ایک یتیم بچّہ تھا اور اس بچے کا تمام مال ابو جہل کے قبضہ میں تھا۔ یہ یتیم، جب اپنا مال لینے، ابو جہل کے پاس آیا تو ابو جہل نے اُسے دھکے دے کر نکال دیا اور کچھ نہ دیا۔ وہ یتیم بچّہ، جب مایوس ہو کر لَوٹا تو اکابرِ قریش نے اس سے کہا حضورؐ سے عرض کر۔ اگر وہ سفارش فرمائیں گے تو تیرا کام بن جائے گا۔ دراصل، اُنہوں نے ازراہِ مذاق ایسا کہا تھا۔ ورنہ وہ جانتے تھے کہ ابو جہل جو آپؐ کا جانی دشمن ہے وہ آپؐ کی سفارش کیا مانے گا۔

بہر صورت وہ بچّہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ اُسی وقت، اُس

یتیم بچّے کے ساتھ ابو جہل کے پاس تشریف لے گئے۔ ابو جہل نے حضورؐ کو تشریف لاتے دیکھ کر تعظیم کی اور سر وقد کھڑا ہو گیا۔ حضورؐ نے یتیم کی سفارش کی۔ ابو جہل نے سارا مال یتیم کو دے دیا۔ تو قریش نے طعنہ دیا تا کہ وہ شرمسار ہو۔ انہوں نے کہا ابو جہل کیا تو نے مذہب بدل لیا۔ تو ابو جہل کہنے لگا۔ خدا کی قسم! میں نے مذہب نہیں بدلا۔ لیکن میں نے حضورؐ کے دائیں بائیں برچھی بردار دیکھے۔ تو مجھے خوف ہوا۔ اگر میں تعمیل نہ کروں گا تو یہ برچھیوں سے مجھے مار دیں گے۔

ایک دوسری روایت ہے کہ مکہ معظّمہ میں ایک پہلوان، رکانہ، نامی اکفر تھا۔ وہ فنِ پہلوانی میں ماہر تھا۔ دُور دُور سے لوگ اس کے پاس کشتی کا فن سیکھنے آتے اور بڑے بڑے پہلوانوں پر وہ غالب آتا تھا۔ ایک دن، حضورؐ مکہ کی ایک گھاٹی سے تشریف لے جا رہے تھے کہ رکانہ نظر آیا۔ حضورؐ نے فرمایا: اے رکانہ! کیا تُو اللہ سے ڈر کر وہ دعوت قبول نہیں کرتا، جس طرف میں تجھے بلاتا ہوں، رکانہ نے اس پر کہا: اے محمدؐ! کیا آپؐ کی نبوت پر کوئی شاہد ہے، حضور نے فرمایا اگر میں تجھے پچھاڑ دوں، تو کیا تو ایمان لا سکتا ہے؟ رکانہ کو اپنی قوّت اور فن پر ناز تھا، اس نے فوراً کہا۔ آپ مجھے پچھاڑ دیں، تو بے شک میں مان لوں گا۔

حضورؐ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور اُسے ایک ہی پکڑ میں چت کر دیا۔ رکانہ کو تعجب ہوا اور کہا آپؐ مجھ سے دوبارہ کشتی لڑیں۔ حضورؐ نے اُسے دوبارہ بھی گرا دیا۔ پھر اُس نے سہ بارہ عرض کی۔ حضورؐ نے تیسری مرتبہ بھی اُسے گرا دیا۔ رکانہ کو بے حد تعجب ہوا۔ اور یہ کہتا ہوا چل دیا۔ ”آپؐ کی بھی عجب شان ہے کہ کسی فن میں کسی سے کم نہیں۔“

شعر نمبر 60 اِس بیت مبارک میں اُس روایت کی طرف اشارہ ہے کہ جس رات کی صبح کو حضورؐ کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ اس رات ملک فارس میں انوشیروان نے ایک خواب دیکھا۔ اس خواب سے پریشان ہو کر، تمام ساحرو کاہن اور منجّم جمع کیۓ۔ اُس نے کہا۔ میں نے ایک ایسا خواب دیکھا ہے جس نے مجھے پریشان اور حیرت زدہ کردیا ہے۔ تم سب اس خواب کی تعبیر بتاؤ۔ سب نے کہا خواب بیان کرو۔ انوشیروان نے کہا مجھے خواب بیان کرنے کے بعد تعبیر سننے سے اطمینان نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ بغیر خواب سنائے تعبیر سنوں۔ یہ سن کر سب محوِ حیرت ہوئے اور سب نے یک زبان جواب دیا ہم خواب سُنے بغیر تعبیر بتانے سے قاصر ہیں۔

ایک منجّم بولا اگر آپ اس طرح تعبیر لینا چاہتے ہیں۔ تو سطیح کے پاس آدمی بھیجئے۔ وہ آپ کو سب کچھ بتادے گا۔ انوشیروان نے عبدالمسیح کو بحرین بھیجا۔ وہ وہاں پہنچا، تو معلوم ہوا کہ سطیح، سال بھر میں ایک دفعہ باہر نکلتا ہے اور اُس کے دروازے پر، سائلوں نے سونے کی پتریاں ڈال رکھی ہیں۔ کہ وہ، ان پر، آنے والے سال کے تمام حالات لکھ کردے۔ عبدالمسیح اُس کاہن کے باہر آنے کے انتظار میں ٹھہرا رہا۔ جب سطیح باہر نکلا۔ تو اُس نے سب سے پہلے انوشیروان کے خواب کو بیان کیا اور کہا۔ انوشیروان نے حیرتناک خواب دیکھا ہے اور وہ خواب یہ ہے کہ اُس کے تمام شہروں میں عربی گھوڑوں کا بہت بڑا ہجوم ہے اور عراقی اونٹ

ہانکے جارہے ہیں۔ اور اُسے نکال رہے ہیں۔ یہ علامت ولادتِ نبیؐ، عربی، اُمّی، ہاشمی کی ہے۔ جن کا نامِ گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلّم ہے وہ اولادِ خلیلؑ میں سب سے افضل ہیں اور اُنؐ کی تعریف انجیل و تورات میں بیان کی گئی ہے اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ خیلِ عرب اُس ہاشمی کے اصحاب ہیں جو بلادِ فارس میں داخل ہو کر ملکِ فارس فتح کریں گے اور آلِ ساسان سے شہر کے شہر چھین لیں گے۔

پھر سطیح رونے لگا۔ اُس سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو وہ کہنے لگا میں اس لئے رو رہا ہوں۔ کہ میری عمر کے دن تھوڑے باقی ہیں اور میں اُس نبی ہاشمی کا زمانہ دیکھ نہیں پاؤں گا۔

عبدالمسیح واپس ہوا۔ اور قومِ ساسان کو اِس پیش گوئی سے آگاہ کیا۔ قوم ساسان کو یہ بات ناگوار گزری اور انہوں نے سطیح کو قتل کر ڈالا۔ یہ قصہ مفصل طور پر تاریخِ ہاشمی میں درج ہے۔

شعر نمبر 61 جس رات، ولادتِ باسعادت سرورِ دو عالم ﷺ ہوئی۔ اس رات شاہِ فارس کے محل پر لرزہ طاری ہو گیا اور سارا محل پھٹ گیا اور چودہ کنگرے محل کے گر گئے اور آٹھ باقی رہے۔ جو اس امر کی دلیل تھے کہ اب صرف آٹھ ساسانی تاجدار اِس ملک پر حکمرانی کریں گے۔

شعر نمبر 62 حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے میلادِ مبارک کے وقت آتشِ مجوس، جو ہزار سال سے روشن تھی، ایک آہِ سرد بھر کر ٹھنڈی ہو گئی۔ اور نہرِ فرات جو کوفہ کے نزدیک ہے اور جس پر انوشیروان نے پل

باندھ کر، بڑی عالیشان عمارتیں بنوائیں تھیں۔اُس نہرِ فرات کا پانی، اپنا راستہ چھوڑ گیا۔

شعر نمبر 63 مملکتِ عراق العجم میں، جو ہمدان اور قم کے درمیان واقع ہے۔ دریائے ساوہ، وہیں بہتا تھا۔یہ دریا شہر ساوہ سے بہتا تھا۔اس میں کشتیاں چلتی تھیں اور یہاں سے لوگ ملکِ رَے اور اذرعات کو سفر کرتے تھے۔اِس دریا کا پانی اتنا لطیف تھا کہ اس کے مقابلے کا پانی کسی دریا میں نہ تھا۔اس کے ساحل پر دو، رویہ شاندار بازار تھے۔

تمام آتش پرست، اِس مقام کو مقدّس خیال کرتے تھے۔اور آگ کی پُوجا کرتے تھے۔جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ تو چونکہ یہ مقام خاص مرکزِ کفر تھا۔اِس لئے یہاں کا پانی خشک ہو گیا۔

شعر نمبر 65 جِنّات آواز دینے لگے اور نور بلند ہو کر چمکنے لگے اور حق ظاہر ہو گیا، قرآنِ کریم سے اور حضورؐ کے ارشادات سے۔

جن : جن ایک مخلوق ہے، جو، جوہرِ ناری ہے اور اس مخلوق کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ مخلوق نظروں سے مستور اور چھپی ہوئی ہے۔ عربی لغت میں، جس لفظ کی ابتداء جیم نون کے ساتھ ہوتی ہے وہ مستور شے کیلئے مخصوص ہے، جیسا کہ جنین اُس بچّہ کو کہتے ہیں، جو رحمِ مادر میں مستور ہو، جنان، قلب کو بھی کہتے ہیں اور اس باغ کو بھی جو چار دیواری میں مستور ہو۔

اگرچہ ملائکہ بھی نظروں سے مستور ہیں لیکن یہ اپنے غایت حسن وجمال

کی وجہ سے مستور ہوئے۔اِس لئے کہ اگر اُنہیں کوئی دیکھ لے تو اُن کے حسن کی تجلّی اور لمعاتِ نور سے آنکھیں جاتی رہیں۔اور مہابتِ حسن سے زوالِ عقل ہو جائے اور جن چونکہ بے حد قبیح الصُورت ہیں، اس لئے لوگوں پر یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ مستور رکھے گئے۔اس لئے کہ اگر کوئی انہیں دیکھ لے، تو خوف اور صدمے سے مر جائے۔یا پاگل ہو جائے۔

جنوں کی تین اقسام ہیں۔ایک وہ ہیں جو پروں سے ہوا میں اُڑتے ہیں۔دوسرے وہ ہیں جو سانپ اور کُتّے کی شکل میں رہتے ہیں۔ تیسری قسم وہ ہے ،جو انسان کی طرح چلتی پھرتی ہے۔جس طرح انسانوں میں متعدد مذاہب ہیں۔اِسی طرح جن بھی متعدد مذاہب رکھتے ہیں۔ ان میں یہودی ہیں، نصارٰی ہیں۔ آتش پرست ہیں، مُشرک ہیں، مسلمان ہیں۔ عیّاش اور آوارہ بھی ہیں۔

اِس شعر میں ،اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ وقتِ میلادِ محمد ﷺ نَو آوازیں جنّوں کی ہوا میں ،مکہ معظّمہ کے اندر سنی گئیں۔جو ولادتِ باسعادت کی بشارت دے رہے تھے۔

شعر نمبر 67 مشرکین اور بے دین، اس بات کے بعد بھی اندھے اور بہرے رہے کہ اُنہیں کاہنوں نے بتا دیا تھا کہ تمہارا مذہب باطل ہے اور قائم نہ رہنے والا ہے۔

کاہن : کاہن ،اُس کو کہتے ہیں جو بغیر وحی کے، آنے والے حالات اور گذرے

ہوئے زمانے کے واقعات کی خبر دے، کاہن یہ خبر قرائن سے بھی دے سکتا ہے، علمِ نجوم کے ذریعے بھی اور جنّات کی خبر رسانی سے بھی۔

حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ ایک یہودی مکہ معظّمہ میں رہتا تھا۔ جس رات حضورؐ کی ولادت ہوئی۔ اُس کی صبح اُس نے کہا:

اے قریشیو! کیا اس رات تمہارے کسی گھر میں کوئی بچّہ پیدا ہوا ہے؟ سب نے کہا ہمیں علم نہیں اُس نے کہا جاؤ اور دیکھو! اِس رات اِس اُمّت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ اور اس کے دونوں شانوں کے مابین نشان ہے۔

قریشی لوٹے اور پوچھنے لگے۔ انہیں بتایا گیا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر فرزندِ ارجمند پیدا ہوا ہے۔ قریشیوں نے یہودی کو اِس واقعے کی خبر دی۔ وہ ان کے ساتھ، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضورؐ کی زیارت کی۔ جب شانہء اقدس کے مابین اُس کی نظر پڑی۔ تو اُسے غش آ گیا۔ پھر کہنے لگا۔ نبوّت بنی اسرائیل سے گئی۔ اے قریشیو! اس بچّے کی سطوت و مہابت دنیا پر ہوگی۔ اور اس کی خبر عنقریب، مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی۔

شعر نمبر 88 آتشِ مہماں: عرب میں دستور تھا کہ مہمانوں اور مسافروں کی رہنمائی اور ضیافت کے لئے رات کے وقت پہاڑ پر آگ کا بہت بڑا، الاؤ روشن کیا جاتا تھا، تاکہ مسافر، سفر کے مراحل طے کرتا ہوا، آگ کی روشنی دیکھ کر، اطمینان سے اُس طرف آجائے اور اکل و شرب سے تازہ دم ہو کر اپنے سفر پر روانہ ہو۔ ایک قدیم عرب محاورہ ہے۔

اِرَم : عاد بن اِرَم کے دو بیٹے تھے۔ ایک شدّاد اور دوسرا شدید۔ یہ دونوں بادشاہ تھے۔ پھر شدید مر گیا اور شدّاد تمام سلطنت پر قابض ہو گیا۔ اس کی عمر، اس وقت نو سو برس کی تھی۔ اسے کتب بینی کا بہت شوق تھا۔ ایک دن اُس نے جنّت کی تعریف میں ایک کتاب پڑھی۔ اس کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ میں بھی ایک جنّت بنواؤں۔ اُس نے اپنے لشکر کو، ایک ایسا صحرا تلاش کرنے کے لئے روانہ کیا جس میں لطیف ہوا ہو اور وہاں پتھر نہ ہوں۔ پانی کافی ہو۔ درخت سرسبز اور شاداب ہوں۔ شدّاد کے لشکر کو اس قسم کا صحرا اور جنگل عدن میں ملا۔ شدّاد نے اطلاع پاتے ہی حکم دیا کہ ہر قسم کے جواہرات اور سونا جمع کیا جائے۔ چنانچہ بے حد و بے حساب سونا اور جواہرات جمع ہو گئے۔ شدّاد نے یہ دولت، ارضِ عدن بھیج دی۔ اور ایک لاکھ معمار مقرّر کر دیئے۔ وہ گئے اور انہوں نے بنیاد میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگا کر چار دیواری مکمل کر دی اور اس میں بڑے بڑے ستون زبرجدِ سبز کے اور یاقوتِ احمر کے قائم کئے اور ان کے اوپر بڑے بڑے محل تعمیر کروائے۔ نہریں چاندی کی بنوائی گئیں اور اُن میں دودھ بھروایا۔ شراب ڈلوائی گئی۔ اِن نہروں میں شہد بھی ڈالا گیا۔ غرض، تین سو برس میں یہ عمارت مکمّل ہوئی۔

اِس عظیم الشان، محل کے مکمل ہونے پر، شدّاد نے اپنے تمام وزیروں اور امراء کو جمع کیا اور شان و شوکت کے ساتھ، عدن کو روانہ ہوا۔ جب مقامِ اِرم ایک دن اور ایک رات کے فاصلے پر تھا۔ تو ایک ہیبت ناک چیخ

گونجنے لگی۔ اور وہ سب وہیں ہلاک ہو گئے۔

شعر نمبر 99 حَبْلِ اللہ : اللہ کی رسّی

شعر نمبر 100 نارِ لظیٰ : لظیٰ کی آگ

لظیٰ : جہنم کے ناموں میں سے ایک نام لظیٰ کی آگ کی حرارت اور تپش میں شدید ترین ہے۔

شعر نمبر 124 مُنْذَت : اطاعتِ حکم کرنا۔

اصطلام : جڑ سے اکھیڑ پھینکنا۔ نیست و نابود کر دینا۔

شعر نمبر 126 اُبوّیت : باپ ہونا۔

بَعلیت : شوہر ہونا۔

شعر نمبر 133 صحابہ کرامؓ گھوڑوں کی پُشت پر سوار ایسے معلوم ہوتے تھے۔ جیسے کہ چٹان پر پودا اُگا ہوا ہو۔ نہ یہ کہ گھاس یا لکڑی کا گٹھا باندھا ہوا ہو۔ اِس شعر میں صحابہ کرامؓ کی شہسواری کی تعریف ہے۔ جس طرح اچھا سوار گھوڑے کی پشت پر، اتنا مضبوط آسن جماتا ہے کہ گھوڑے پر میخ کی طرح جما ہوا ہوتا ہے۔ اِس اندازِ شہسواری کو، صاحبِ قصیدہ نے اُس پودے سے تشبیہہ دی ہے جو چٹانوں پر اپنی جڑیں پھیلا کر ایسا جمتا ہے کہ ہوا کے تیز جھونکے بھی اُسے اُکھاڑ نہیں سکتے۔ اور اناڑی سوار، پشتِ توسن پر یوں نظر آتا ہے گویا گھوڑے کی پشت پر گھاس کا گٹھا بندھا ہوا ہے۔ کہ کبھی اِدھر جھک گیا اور کبھی اُدھر۔

شعر نمبر 137 مع الاشبال : بچّوں سمیت

شعر نمبر141 عِیس : اونٹ

شعر نمبر145 حَبلِ عقیدت : عقیدت کی رَسّی

شعر نمبر151 ہَرِم : پورا نام۔ ہَرِم بن سنان ۔ عرب کے ملوک میں سے تھے۔ زہیر، ہرم بن سنان کی تعریف میں بہت قصیدے لکھا کرتا تھا۔ اس لئے کہ ہَرِم انعام واکرام دینے میں فراخ دست تھا۔

زُہَیر : پورا نام۔ زُہَیر بن ابی سلمیٰ

بڑا نامور اور قادر الکلام شاعر تھا

عہدِ عُمر فاروق رضی اللہ عنہ، میں اس سے بہتر اشعار کسی کے نہ مانے جاتے تھے، حضرت عمر فارقؓ اُسے اشعر الناس کے نام سے یاد فرماتے تھے۔ زہیر کے صاحب زادے نے قصیدہ بانت سعاد، دربارِ رسالت میں سنایا۔ زہیر میں ایک خاص بات تھی۔ جو کسی اور شاعر میں نہیں ملتی۔ کہ اُس کا باپ بھی شاعر۔ وہ خود بھی شاعر۔ اُس کے ماموں بھی شاعر۔ اس کی بہن سلمیٰ بھی شاعرہ۔ اس کے بیٹے کعب اور بحیرہ دونوں شاعر۔ اس کی بہن خنساء بھی شاعرہ تھی۔

امام محمد بن سعید بوصیریؒ کے
القصیدۂ محمدیہ کا منظوم ترجمہ

سائبان

امام محمد بن سعید بوصیریؒ نے قصیدۂ محمدیہ

بطور اظہارِ تشکر بہ سلسلہ زیارت حضورِ اقدس ﷺ

اور صحت یابی، تصنیف فرمایا۔

اِس قصیدے کا ہر مصرعہ، اسمِ پاک محمد ﷺ

سے آغاز ہوتا ہے۔

احمد اقبال شاہد

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

مری آنکھوں کو رونے کا قرینہ آ گیا ہے
مرے ہر اشک میں عکسِ مدینہ آ گیا ہے
تصور انؐ کا جب سے دل کے ویرانے میں اُترا
مری مٹی کے دامن میں نگینہ آ گیا ہے
کسی کی یاد کا اِک چاند میرا ہمسفر تھا
اندھیرے میں بھی ساحل پر سفینہ آ گیا ہے
ہوا ہے کیا عجب انؐ کا کرم کہ ظلمتوں میں
اچانک روشنی کا ایک زینہ آ گیا ہے
وہ صبر انؐ کا، تحمل انؐ کا، انؐ کی بردباری
مجھے تو زخم سینے کا قرینہ آ گیا ہے
پڑھی تاریخ جب سے میں نے اِک اُمیؐ لقب کی
حصارِ آگہی میں میرا سینہ آ گیا ہے
بدن تحلیل ہوتا جارہا ہے دھڑکنوں میں
مجھے محسوس ہوتا ہے، مدینہ آ گیا ہے
یہ کس کا نام آیا ہے ترے ہونٹوں پہ شاہد
کہ جبریلِ امیں کو بھی پسینہ آ گیا ہے

احمد اقبال شاہد

انتساب

قصیدۂ محمدیہ (سائبان)

★ علامہ ابوالحسنات محمدؒ احمد قادریؒ کے نام

★ استادِ مشفق و محترم ملک فضل الدین کھوآوڑ کے نام

گماں مبر کہ سرشتند' در ازل' گلِ ما
کہ ماہنوز خیالیم' در ضمیرِ وجود
(اقبالؒ)

احمد اقبال شاہد

1

مُحَمَّدٌ اَشْرَفُ الْاَعْرَاب وَالْعَجَمِ

مُحَمَّدٌ خَيْرُ مَنْ يَّمْشِى عَلٰى قَدَمِ

☆

2

مُحَمَّدٌ بَاسِطُ الْمَعْرُوفِ جَامِعُهٗ

مُحَمَّدٌ صَاحِبُ الْاِحْسَانِ وَالْكَرَمِ

☆

3

مُحَمَّدٌ تَاجُ رُسْلِ اللّٰهِ قَاطِبَةً

مُحَمَّدٌ صَادِقُ الْاَقْوَالِ وَالْكَلِمِ

☆

4

مُحَمَّدٌ ثَابِتُ الْمِيْثَاقِ حَافِظُهٗ

مُحَمَّدٌ طَيِّبُ الْاَخْلَاقِ وَالشِّيَمِ

1

محمدؐ سا عرب میں ہے نہ کوئی ہے عَجَم میں
محمدؐ اشرف و افضل ہیں دنیا کی اُمَم میں

☆

2

محمدؐ بالیقیں ہیں باسِطُ المعروفِ جامع
محمدؐ صاحبِ احسان ہیں اہلِ کرم میں

☆

3

محمدؐ تاج ہیں سارے رسولوں کی جبیں کا
محمدؐ سا کوئی صادق نہیں قول و قسم میں

☆

4

محمدؐ سا نہیں ہے ثابت المیثاق کوئی
محمدؐ سا ہے طیّب کون اخلاق و شِیَم میں

5

مُحَمَّدٌ حُبِيَتْ بِالنُّوْرِ طِيْنَتُهُ

مُحَمَّدٌ لَّمْ يَزَلْ نُوْرًا مِّنَ الْقِدَمِ

☆

6

مُحَمَّدٌ حَاكِمٌ بِالْعَدْلِ ذُوْشَرَفٍ

مُحَمَّدٌ مَّعْدِنُ الْاِنْعَامِ وَالْحِكَمِ

☆

7

مُحَمَّدٌ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ مِنْ مُّضَرَ

مُحَمَّدٌ خَيْرُ رُسْلِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

☆

8

مُحَمَّدٌ دِيْنُه حَقُّ النَّذِيْرُ بِهٖ

مُحَمَّدٌ مُّجْمَلٌ حَقًّا عَلٰى عَلَمِ

5

محمدؐ کی ہوئی تجسیم ' انوارِ ازل سے
محمدؐ کی تجلّی ' ابدیّت کے ہر اُطم میں

☆

6

محمدؐ حاکمِ بالعدل ہیں اور ذُو شرف ہیں
محمدؐ معدنِ بے مثل ' انعام و حِکَم میں

☆

7

محمدؐ خیرِ خلق اللہ ہیں ' اہلِ مضَر سے
محمدؐ خیرِ رُسل اللہ ٹھہرے کُلّھِم میں

☆

8

محمدؐ کے ہے سچّے دِین میں خوفِ خدا بھی
محمدؐ صدق ہیں اور صدق ہے اُنؐ کے علم میں

9

مُحَمَّدٌ ذِكْرُهُ رَوْحٌ لِّاَنْفُسِنَا

مُحَمَّدٌ شُكْرُهُ فَرْضٌ عَلَى الْاُمَمِ

☆

10

مُحَمَّدٌ زِينَةُ الدُّنْيَا وَبَهْجَتُهَا

مُحَمَّدٌ كَاشِفُ الْغُمَّاتِ وَالظُّلَمِ

☆

11

مُحَمَّدٌ سَيِّدٌ طَابَتْ مَنَاقِبُهُ

مُحَمَّدٌ صَاغَهُ الرَّحْمٰنُ بِالنِّعَمِ

☆

12

مُحَمَّدٌ صَفْوَةُ الْبَارِى وَخِيرَتُهُ

مُحَمَّدٌ طَاهِرٌ وَسَاتِرُ التُّهَمِ

(9)

محمدؐ کے ہیں ذکرِ پاک سے رُوحیں شگفتہ
محمدؐ کا تشکّر، فرض ہے، ساری اُمَم میں

☆

(10)

محمدؐ حُسن اور زینت، جہانِ رنگ و بُو کی
محمدؐ کاشف الغمّات ہیں عہدِ ظُلم میں

☆

(11)

محمدؐ کے سبھی اقوال زندہ، تا قیامت
محمدؐ صائغہ الرحمٰن ہیں، خیر و نِعَم میں

☆

(12)

محمدؐ، صَفوۃُ الباری، نہایت برگُزیدہ
محمدؐ طاہر و ساتر ہیں، طوفانِ تُہَم میں

13

مُحَمَّدٌ ضَاحِكٌ لِّلضَّيْفِ مَكْرُمَةً

مُحَمَّدٌ جَارُهُ وَاللهِ لَمْ يُضَمِ

☆

14

مُحَمَّدٌ طَابَتِ الدُّنْيَا بِبَعْثَتِهِ

مُحَمَّدٌ جَآءَ بِالْاٰيَاتِ وَالْحِكَمِ

☆

15

مُحَمَّدٌ يَوْمَ بَعْثِ النَّاسِ شَافِعُنَا

مُحَمَّدٌ نُوْرُهُ الْهَادِىْ مِنَ الظُّلَمِ

☆

16

مُحَمَّدٌ قَآئِمٌ لِّلّٰهِ ذُوْهِمَمٍ

مُحَمَّدٌ خَاتِمٌ لِّلرُّسْلِ كُلِّهِمِ

13

محمدؐ سا کوئی مہمان نوازی میں کہاں ہے
محمدؐ کے مُقرّب ہیں حصارِ لَم یَضُم میں

☆

14

محمدؐ اہلِ دنیا کے لئے رحمت کا پیکر
محمدؐ کا ہے ثانی کون' آیات و حِکَم میں

☆

15

محمدؐ کی شفاعت' سائبانِ روزِ محشر
محمدؐ نور افشاں ہیں' مقاماتِ ظُلَم میں

☆

16

محمدؐ بالیقیں' قائم بھی ہیں اور ذوِ ہمَم بھی
محمدؐ بالیقیں، ختم الرُّسل ہیں، کُلّہم میں

MUHAMMAD

Peace Be Upon Him

MY PROPHET

O Gleaming star of eternal times,

Through the night of frosty winds of creation,

Through windows of slumbering dreams,

You watched that green and shady place,

In the beauteous sun of the earliest dawn,

Whence, gleaming purest light flashed and flashed and a vital soul,

The wisdom and spirit of universe,

The spirit of liberty,

Of the power and prowess that threw away the Yokes of languishing humanity,

The spirit of pure passion, virtue, knowledge and delight,

Of beauteous fabric of lofty hopes,

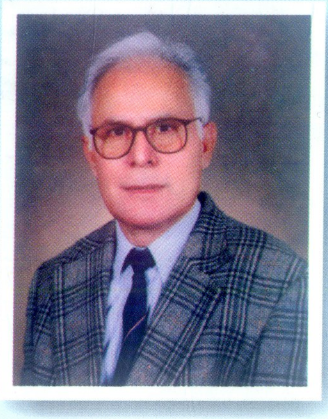
A skiff of joy and peace and happiness,

The brightest sparkling light of lights,

That vital soul, came like a warm breeze of Spring,

In the beatings of the hearts.

Ahmad Iqbal Shahid



درویشِ بے گلیم

امام شرف الدین محمد بن سعید بوُصیریؒ کے شہرہ آفاق قصیدہ برُدہ شریف کا منظوم ترجمہ نگار احمد اقبال شاہد' کمالِ ہنر کے حوالے سے' فنِ شاعری کی ان بلند بام رفعتوں کی تسخیر کا پرچم تھامے ہوئے ہے' جہاں نگارِ سخن کے خوابیدہ جمالِ تخلیق کی نا آفریدہ تجلّیاں' نادیدہ جہانوں کے خلوت کدوں میں نغمہ بلب اور مشعل بدست دَر آتی ہیں۔ اور یوں اس تناظر میں' یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اردو شعرو ادب کے دبستانوں میں ایسا برَجستہ' خوبصورت اور قبائے تخلیق میں ملبوس منظوم ترجمہ ناپید و نایاب رہا ہے۔

''سائبان'' منظوم تراجم کی اقلیمِ حُسن و جمال میں ایک نیا تاج محل ہے' اور عصرِ موجود کے اس نئے تاج محل کے پسِ پردہ' کوئی صاحبِ تاج و تخت شاہِ جہاں نہیں۔ بس ایک درویشِ بے گلیم' احمد اقبال شاہد ہے' جسے عمرِ رفتہ کے تراشیدہ' پرستیدہ اور شکستہ شہرِ اصنام کی بے حجاب جلوہ گاہیں' اقبال شاہد کے نام سے آواز دیتی تھیں' تب اس درویشِ بے گلیم نے اپنے مجموعہ ہائے کلام ''دشتِ خزاں'' اور ''شہرِ شبِ فراق'' کی بے مثل و ندرت آفریں شاعری کو فکر و الہام کی خلعتِ زرتار سے آراستہ کیا تھا۔ اور اس طرح' یہ بے برگ و نوا شاعرِ شب گرد' ساعتِ سحر کی ردائے نوُرافشاں کو زیبِ دوش کیئے' افق در افق طلوع ہوتا چلا گیا۔